بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیچھے پیچھے رضا کے کہو ہاں ضیاء
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ضیائے مصطفیٰ

جمادی الاولیٰ ۔ جمادی الاخریٰ ۔ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

بیادگار
علمائے حق ورثۃ الانبیاء
قدست اسرارہم

بفیضان کرم
کاملین طریقت حاملین اسرارِ شریعت
قدست اسرارہم

بنظر عنایت
سلطان الاولیاء غوث الوریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

مدیر اعلیٰ
مفتی محمد اجمل قادری اشرفی

بزم غوثیہ شعبہء تبلیغ دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام
عارف والا ضلع پاک پتن شریف فون: 0446-34092

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیچھے پیچھے رضا کے کہو ہاں ضیاء

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ضیاءِ مصطفیٰ

جمادی الاولیٰ - جمادی الاخریٰ - رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

بیادگار
علمائے حق ورثۃ الانبیاء
قدست اسرارہم

بفیضان کرم
کاملین طریقت حاملین اسرار شریعت
قدست اسرارہم

بنظر عنایت
سلطان الاولیاء غوث الوریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

مدیر اعلیٰ
مفتی محمد اجمل قادری اشرفی

مجلس مشاورت

مولانا محمد منشا تابش قصوری - پروفیسر قاری معاذ احمد قادری
صاحبزادہ ضیاء المصطفیٰ قادری اشرفی - مولانا غلام یٰسین - مولانا عبدالشکور

بزم غوثیہ شعبہء تبلیغ دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام
عارف والا ضلع پاک پتن شریف فون: 0446-34092

آئینہ ضیائے مصطفیٰ

حمد

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ — مفتی اعظم ہندنوری علیہ الرحمہ — 3

نعت

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے — اعلیٰ حضرت — 4

منقبت

امام اعظم ابوحنیفہ — ابوالافضل قادری — 5

اداریہ

دیدوشنید — مدیراعلیٰ — 6

نعت عربی

تجلیٰ نور حبک فی فوادی یا رسول اللہ — صدرالعلماء — 9

یاد رفتگاں

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ — مولانا عبدالشکور — 11

امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات زندگی — پروفیسر حافظ معاذ احمد — 18

نائب رسول حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ — مولانا غلام یٰسین — 26

محدث عرب وعجم حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ — مولانا قاری محمد علی نقشبندی — 37

سوانح حیات حضرت صدر العلماء — مولانا محمد اکرم بن ابوالضیاء — 39

الاستفتاء

"نورالفتاویٰ" سے اقتباسات — 48

معارف القرآن

اشارات و لطائف — حضرت صدر العلماء علیہ الرحمۃ — 59

لیلۃ الاسراء معراج النبی ﷺ — ابوالضیاء علیہ الرحمہ — 62

اقتباس از مقدمہ معارج النبوت — 68

الغاز الفقہ

ذہن لڑایئے جواب پایئے — ضیاء المصطفیٰ قادری اشرفی — 77

تعارف

دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام — پروفیسر حافظ معاذ احمد — 79

سلام بحضور سید انام صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ — 80

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند نوری علیہ الرحمہ

حمد

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

سارے عالم کو ہے تیری جستجو — جن و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر ایک ہے سو بسو — بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ھو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

طائران جناں میں تیری گفتگو — گیت تیرے ہی گاتے ہیں وہ خوش گلو
کوئی کہتا ہے حق کوئی کہتا ہے ھو — اور سب کہتے ہیں لا شریک لہ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

صبح دم کرکے شبنم سے غسل و وضو — شاہدان چمن بستہ صف روبرو
ورد کرتے ہیں تسبیح سبحانہ — ھو ولا غیرہ ھو ولا غیرہ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

عفو فرما خطائیں میری اے عفو — شوق و توفیق نیکی کا دے مجھ کو تو
جاری دل کر کہ ہر دم رہے ذکر ھو — عادت بد بدل اور کر نیک خو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا — جس طرح دیکھتا ہوں ہے جلوہ تیرا
ذرے ذرے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا — قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

خواب نوری میں آئیں جو نور خدا — بقعہ نور ہو اپنا ظلمت کدا
جگمگا اٹھے دل چہرہ ہو پر ضیا — نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ھو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

نعت اعلیٰ حضرت

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسماں ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

بزم ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا سا عطر دان ہے

عرش پہ جاکے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

بفیضانِ قلم الحاج قبلہ مفتی محمد اجمل صاحب قادری اشرفی

منقبت

امام تم سا کوئی نہ پایا — امام اعظم ابوحنیفہ
خدا نے رتبہ تیرا بڑھایا — امام اعظم ابوحنیفہ
تیرے ثنا گو امام مالک — ہیں شافعی اور امام احمد
تمام فقہاء کے سر پہ سایہ — امام اعظم ابوحنیفہ
فقیہ سارے زمانوں والے — تیرے مسائل کے سب ہیں سائل
سبھی نے ہے پیشوا بنایا — امام اعظم ابوحنیفہ
امام و مفتی، فقیہ، مجدد — سبھی ہیں کہتے سراج امت
یہ لفظ خبر و اثر میں آیا — امام اعظم ابوحنیفہ
تمام عالم ہیں تیرے طالب — تمام طالب عیال تیرے
نہ تیرا پایا کسی نے پایا — امام اعظم ابوحنیفہ
نہ بھولو ہرگز میرے عزیزو — سواد اعظم کے مقتدا کو
یہ غوث اعظم، فقیہ اعظم — امام اعظم ابوحنیفہ
تمام طالب مرید صادق — بھی آل اولاد ان کے ساتھی
بنیں یہ سب دین کے شناسا — امام اعظم ابوحنیفہ
ملے ہمیں دیں پہ استقامت — طفیل بابا، نظام، خواجہ
ہے قادری کی دعا بصدقہ
امام اعظم ابوحنیفہ

اداریہ

از مدیر اعلیٰ

دیدوشنید

اللہ تعالیٰ نے بے پایاں فضل سے ہمارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا اور علمائے حق کو نبیوں کا وارث بنایا۔ علمائے کرام نے خداداد صلاحیتوں کی بنا پر احیاؤ اعانت دین کی ذمہ داری کو بہترین طریقہ سے نباہا۔

وراثت نبوی کے حاملین نے کتاب وسنت کی روشنی کو تحریر وتقریر اور تبلیغ و تدریس ہر طریقہ سے خوب پھیلایا۔ اگرچہ اس دوران دنیا دار مفاد پرست علمائے سوء نے بھی قلم وزبان کے ذریعے اپنے حقیر مقاصد کو شیطانی سہاروں کے بل بوتے پر پھلانے کی کوشش جاری رکھی مگر ـ

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

فقیر راقم الحروف نے مہربان والدین اور اساتذہ و مشائخ کرام کے فیض و کرم سے شریعت مبارکہ کے انوار وتجلیات کا جو حصہ پایا اسے دوسروں تک پہنچانے کی ہمیشہ کوشش جاری رکھی۔ اسی مقصد کی تکمیل کیلئے ''دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام معرض وجود میں آیا'' جس کا افتتاح جنوری 1995ء مطابق شعبان المعظم 1415ھ میں ہوا۔

ہمیشہ احباب کا اصرار رہا کہ زبان و بیان کے ساتھ تصنیف وتحریر کو بھی ترجمان بنایا جائے مگر اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے کے ماتحت مستقل رسالہ کا اجراء زیر التواء رہا۔

والد گرامی صدر العلماء حضرت مولانا الحاج ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری المعروف صدر صاحب بصیر پوری علیہ الرحمہ کے امسال عرس مبارک کے موقعہ پر بفضلہ تعالیٰ سہ ماہی رسالہ ''ضیائے مصطفٰے'' کا اجراء عمل میں آ رہا ہے۔ امید ہے کہ احباب اس کاوش

کو پسند فرما کر اپنے تعاون اور مفید مشوروں سے نوازتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

پھول کی قدر بلبل ہی جانے
یاقوت و جواہر کو جوہری ہی پہچانے

اگر کسی گلدستہ پر زاغ وکرگس مسلط ہوں تو بے چارے پھولوں کا حال ناقابل بیان ہو جائے گا۔

یہ وطن عزیز پاکستان ایسا نظریاتی ملک خداداد ہے جسے حاصل کرنے کیلئے گلی گلی اور کوچہ کوچہ ''پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ'' کے پیارے نعروں سے گونج اٹھا۔

صاف باطن بزرگان دین اور انبیائے کرام کے حقیقی وارثین حضرات علمائے کرام کی مسلسل کوششوں نے ان ذیاب فی ثیاب کے مکروہ عزائم کو خاک میں ملا دیا جو وجود پاکستان بلکہ اسکے نام تک کو برداشت نہ کرتے تھے۔ حضرات اہل حق نے فیضان رضا کی برکات سے دوقومی نظریہ کو اس طرح اجاگر کیا کہ سیاسی بصیرت والے کانگرس کو چھوڑ کر ان کے معاون بنتے چلے گئے اور پرخلوص کوششوں سے پاکستان قائم ہوگیا۔

اقوام عالم کے باطل اتحادیوں نے وجود پاکستان کو اپنی ناک کٹ جانے کا مترادف جانا اور اس ملک پاکستان کو کمزور بلکہ ختم کرنے کی ناپاک سازشوں کیلئے اپنے حواریوں کو خفیہ طور پر بڑھانے کیلئے خوب زور لگایا۔

نمائندہ لوگوں کو اعلان پاکستان کے ہوتے ہی شکر نعمت کے طور پر نظام مصطفٰے کے عملی نفاذ کا اہتمام کرنا چاہیے تھا مگر حل وعقد پر قابض لوگوں کی وجہ سے یہ عمل تشنہ تکمیل ہی رہا۔

اپنے اپنے مقاصد کی خاطر تقریباً ہر دور کے سیاستدان اسلام، تبلیغ اور نظام مصطفٰے کا مقدس نام تو استعمال کرتے رہے مگر الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق پورا کفرستان پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتا رہا اور سازشوں کا ایسا زہر چھڑکتا رہا کہ آج تک نہ سیاسی استحکام ہو سکا اور نہ ہی مذہبی امن برقرار رہا بلکہ ان لوگوں نے خود ساختہ انداز

ترقی اور خود کاشتہ انداز تفرقہ کو اس طرح پھیلایا کہ عام غیور مسلمانوں سے غیرت ایمانی اور محبت رسول کی دولت جاودانی کو لوٹ کر جدید سے جدید راہوں پر انہیں ڈال دیا۔

کسی بھی جگہ سے عشق رسول کی بجھتی چنگاری اگر سلگنے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں تو اغیار نئے نرالے عادات و اطوار سے اسے بجھانے لگے اور بہتر سے بہتر اور افضل و اعلیٰ طریقہ مسنونہ کو پامال کرنے کیلئے جدت پسندی کو فروغ دینے لگے اور اپنے مکروہ انداز کا رخ قدامت پسندی کی مقبولیت کو مجروح کرنے کیلئے موڑنے لگے اور اس طرح سنت کو بھی دور جدید کے تقاضوں کی بھینٹ چڑھا کر فیشن بنا ڈالا۔

عظمت اسلام کے خداداد رعب کو ختم کرنے کیلئے ملک کو سودی پیچیدگیوں میں اسیر ومحبوس بنایا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے اثرات و برکات سے محروم کیا گیا۔ ایسی ہی وجوہ کی بنا پر نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود کشمیر جیسے مظلوم علاقہ کا صحیح عملی حل بھی ہاتھ نہ آسکا بلکہ بزدل ہندو مقبوضہ کشمیر تو کیا آزاد کشمیر پر بھی اپنے جابرانہ تسلط کے خواب دیکھنے لگا ہے۔

غیر مسلموں کی سازشوں نے حق رائے دہی میں بہترین صاحب فراست اور صائب الرای حضرات کو بے خرد عوام کالانعام کے برابر بنا ڈالا اب بھی اگر غفلت کی نیند نہ چھوڑی تو بار بار ایک ہی سوراخ سے ڈسا جانا کوئی عقلمندی نہیں۔ خواب غفلت کو چھوڑ کر اپنی اصلی اور غیر اصلی ضروریات کا امتیاز کرنا لازمی ہے تاکہ غیر مفید اقدامات اور غیر ضروری اخراجات سے بچا جا سکے۔

عزیز ہم وطنو! انفرادی بھلائی اور توبہ و نیکی سے انفرادی فلاح و کامرانی تو حاصل ہو سکتی ہے مگر اجتماعی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کیلئے اجتماعی توبہ اور ایمان و اسلام پر استقامت ضروری ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ''**توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون**'' یعنی اے ایمان والو! تم اکٹھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور سچ فرمایا'' **وانتم الاعلون ان کنتم مومنین**'' یعنی تم ہی برتر و بالا ہو اگر تم پختہ ایمان والے ہو۔

از صدر العلماء

نعت عربی

تجلی نور حبک فی فوادی یا رسول اللہ
وحبک اصل ایمان العباد یا رسول اللہ

یا رسول اللہ آپ کی محبت کا نور میرے دل میں جلوہ فرما ہوا اور یا رسول اللہ آپ کی محبت بندگان خدا کے ایمان کا اصل ہے۔

وما بی من الی الا بفضلک یا رسول اللہ
فجدلی خذیدی یوم التنادی یا رسول اللہ

اور یا رسول اللہ میرے پاس آپ کے فضل کے بغیر کوئی نعمت بھی نہیں ہے اور یا رسول اللہ میرے پاس جو نعمت بھی ہے وہ صرف آپ کے فضل سے ہی ہے پس یا رسول اللہ جود و کرم فرمائیں اور قیامت کے دن میری دستگیری فرمائیں۔

غریب لیس لی احد سواک یا رسول اللہ
فادرک عبدک العاصی المنادی یا رسول اللہ

یا رسول اللہ میں غریب الوطن ہوں آپ کے سوا میرا کوئی نہیں تو یا رسول اللہ آپ اپنے گنہگار فریاد کرنے والے غلام کو پہنچئے۔

لدیغ خائف لم یبق لی راق ولا واق
سویٰ تریاق نظرک ذی الرشاد یا رسول اللہ

ڈسا ہوا ڈرنے والا ہوں میرے لئے کوئی دم کرنے اور بچانے والا نہیں' سوا آپ کی بھلائی والی نظر کرم کے تریاق کے یا رسول اللہ

تکثر شر حسادی تعدیٰ کیدا اعدائی
اغثنی واکفنی شرالاعادی یا رسول اللہ

میرے حاسدوں کی شر زیادہ ہوگئی میرے دشمنوں کا فریب حد سے بڑھا، یا رسول اللہ میری فریاد رسی کریں اور دشمنوں کی شر سے مجھے کفایت فرمائیں۔

اضی قلبی وطهره و وسعه وایده
وثبته علیٰ سبل السدادی یا رسول الله

میرے دل کو روشنی بخشو اور اسے پاک کرو اور اسے وسعت بخشو اور اسے مدد دو اور اس کو درستگی کے راستوں پر ثابت رکھو یا رسول اللہ۔

وصیرنی ضیاء من ضیائک یا رسول الله
وارنی طیبة راس البلاد یا رسول الله

اور یا رسول اللہ مجھے اپنی روشنی کی ایک چمک بنا دو۔ اور یا رسول اللہ مجھے تمام شہروں کے سردار مدینہ طیبہ کی زیارت کرا دو۔

زیارة خدک خیر من الدنیا وما فیها
ورؤیة قدک عین الایادی یا رسول الله

اور یا رسول اللہ آپ کے رخِ زیبا کی زیارت دنیا و مافیھا سے بہتر ہے اور آپ کے وجودِ مبارک کی زیارت افضل ترین نعمت ہے۔

فشرفنی بها فی رحلة الدنیا وفی الاخری
یکن لی کل حین خیر زادی یا رسول الله

پس یا رسول اللہ مجھے اپنی زیارت سے دنیا سے کوچ کے وقت اور آخرت میں مشرف فرمائیں وہ میرے لئے ہر لحہ بہترین زادراہ ہے۔

تفکر وصفک فخری تذکر نعتک ذخری
اعذنی ان اهیم بکل واد یا رسول الله

آپ کی اوصاف میں غور کرنا میرے لئے قابل فخر ہے، آپ کی نعمتوں کا ذکر کرنا میرے لئے ذخیرہ ہے۔ یا رسول اللہ مجھے (عام شعراء کی طرح) ہر وادی میں اندھا دھند پھرنے سے پناہ دیجئے۔

از - مولانا عبدالشکور صاحب

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اللهم صل علی سیدنا حبیبک محمد اول الخلق وافضل البشر
بعد دحسنات ابی بکر رضی الله عنه

امیر المومنین، امام المتقین، خلیفۃ الرسول، افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر عبداللہ الصدیق الاکبر بن سیدنا ابوقحافہ عثمان رضی اللہ عنہما کون سیدنا صدیق اکبر؟ سرور کائنات کی اجازت سے حضرت حسان بن ثابت شان صدیق بیان کریں اور آپ سماعت فرمائیں۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد، طاف العدوبه سعد الجبلا
وکان حب رسول الله قدعلموا، من البریة لم یعدل به احداً

ترجمہ: ثانی اثنین جو بلند شان غار میں تھے اور دشمن پہاڑ پر چڑھ کر چکر لگا رہا تھا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے محبوب تھے کہ تمام لوگوں کو معلوم تھا کہ مخلوق میں آپ کے برابر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو نہ بنایا۔

شان صدیق میں یہ اشعار سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صدقت یا حسان هو کما قلت''

ترجمہ: اے حسان تو نے سچ کہا آپ ویسے ہی ہیں جیسے تو نے کہا۔

کون صدیق اکبر؟ ''السابقون الاولون من المهاجرین والانصار۔'' کی فضیلت پانے والے! جنہوں نے پہلے دن ہی تصدیق کر دی، پہلے دن ہی غلامی حاصل کرلی۔ پہلے دن ہی مرید بن گئے۔ پہلے دن ہی نبوت پر فدا ہوگئے۔ پہلے دن ہی نبوت پر دل و جان قربان کرنے کا عہد کرلیا۔ جب نبی پاک کو صدیق نہیں بھول سکتے تو اہل

سنت و جماعت بھلا صدیق اکبر کو کیسے بھلا سکتے ہیں۔ سنی کٹ تو سکتا ہے لیکن صدیق سے نہیں کٹ سکتا۔

کون صدیق اکبر؟ جو **لقد رضی اللہ عنھم** کی دولت لوٹنے والے **''لاتحزن ان اللہ معنا''** کا شیریں خطاب سننے والے **''ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ''** کا اعلیٰ شرف اور پیارا لقب پانے والے۔ اول نبی تو دوسرا صدیق۔ فاران پر اول نبی تو دوسرا صدیق۔ میدان میں اول نبی تو دوسرا صدیق۔ میدان تبلیغ میں اول نبی تو دوسرا صدیق' میدان صداقت میں اول نبی تو دوسرا صدیق' مکہ کی گلیوں میں اول نبی تو دوسرا صدیق' قرآن کی مہکتی ہوئی کلیوں میں اول نبی تو دوسرا صدیق۔ بدر میں اول نبی تو دوسرا صدیق۔ سفر میں اول نبی تو دوسرا صدیق' حضر میں اوّل نبی تو دوسرا صدیق' کردار میں اول نبی تو دوسرا صدیق' اعتبار میں اول نبی تو دوسرا صدیق' اختیار میں اول نبی تو دوسرا صدیق' مزار میں اول نبی تو دوسرا صدیق۔ (مقام غور ہے) ہر مقام میں اول نبی دوسرا صدیق مگر غار میں اول صدیق اور دوسرا نبی۔ ایسا کیوں؟ جواب واضح ہے کہ اگر ہادی و رہنما ہونے میں نبی اول تو خادم و جانثار ہونے میں صدیق اول۔

کون صدیق اکبر؟ جو رفاقت کا حق ادا کرنے والے' اپنے جان و مال محبوب کے قدموں پر قربان کرنے والے' عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کافروں کی ہر تکلیف کو برداشت کرنے والے' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بیوی' بچے' وطن' مال اور جائداد سب کچھ نثار کرنے والے' جب تمام عرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر و مجنون کہنے والا تھا تو آپ صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگانے والے تھے۔

کون صدیق اکبر؟ جو ہجرت کی رات سوار براق کو کاندھوں پر اٹھانے والے' کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کرنے والے' عجب روح پرور منظر ہے۔ بلندی ہی بلندی۔ نبی صدیق کے کندھوں پر' ایک وہ وقت تھا کہ دنیا والوں نے نبی کو حلیمہ سعدیہ کے کندھوں پر دیکھا۔ اس کی سواری پر سوار دیکھا' براق پر سوار دیکھا مگر آج شب ہجرت صدیق اکبر کے دوش عالی پر سوار دیکھ رہے ہیں۔ اے منصف! براق کو سو نمبر دے

دے۔ صدیق کو سو نمبر دیتے ہوئے خاموش کیوں؟ بول جلدی بول۔ چلو سو نمبر نہ سہی پہلا نمبر ہی دے دے' کیوں؟ نمبر ایک ہوگا تو سو بنے گا۔ نمبر ایک نہیں تو سو کہاں؟ خلافت کا جھگڑا نہ کر' شور ہے' خلافت صدیق لے گیا' تو کہتا ہے کہ صدیق خلافت لے گیا میں دیکھ رہا ہوں ہجرت کی رات صدیق بار نبوت اٹھائے جا رہا ہے۔ سبحان اللہ۔ رفتار صدیق کی ہے چہرہ نبوت کا ہے۔

کون صدیق؟ کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کرنے والے' زہریلے سانپ کے ڈسنے کے باوجود نبی پاک کے آرام کی خاطر پاؤں تک نہ ہلانے والا۔

کون صدیق؟ جس نے نبی کے دشمنوں سے غار کو صاف کیا' نبی نے صدیق کے دشمنوں سے مزار کو پاک کیا۔ آج بھی دشمن صدیق نبی کے مزار پر جانے سے گھبراتے ہیں۔

کون صدیق؟ جس نے لوگوں کو اپنے قول و فعل سے یہ سبق دیا کہ جب تک دلوں میں محبت صدیق کا داخلہ نہ ہوگا اس وقت تک نبی کی محبت کا داخلہ بھی نہ ہوگا۔

کون صدیق؟ جو بلاواسطہ مصطفیٰ کریم سے سبق پڑھنے والے۔ اپنی آنکھوں سے مصحف رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وقت مطالعہ کرنے والے' سفر و حضر اور حیاۃ و وصال میں ساتھ رہنے والے۔

کون صدیق؟ جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر بادشاہ حقیقی سے بہت بڑے متقی کا خطاب پانے والے۔ **''وسیجنبھا الا تقی''** کے تحت امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ جمہور امت کا اس پر اجماع ہے کہ ''اتقیٰ'' سے مراد حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں اور ایک دوسری آیت کریمہ میں ہے۔ **''ان اکرمکم عند اللہ اتقکم''** اللہ کے نزدیک بے شک وہ زیادہ بزرگ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ منطقی نقطہ **''ابوبکر اتقاکم وکل اتقاکم اکرمکم' فابوبکر اکرمکم۔''**

کون صدیق اکبر؟ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں تمام صحابہ و اہلبیت کرام کی امامت کرنے والے' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے باپ کے

قتل کا ارادہ کرنے والے سب رشتے توڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑنے والے جو اللہ کریم سے اس کی رضا کا سرٹیفکیٹ لینے والے ایک طرف سورۃ والضحیٰ میں رب رحیم اپنے محبوب کریم سے اپنی رضامندی کا ''ولسوف یعطیک ربک فترضٰی'' سے وعدہ فرما رہا ہے۔ دوسری طرف صدیق اکبر کے لئے ''ولسوف یرضٰی'' سے اعلان رضامندی فرمایا جارہا ہے۔ معلوم ہوا کہ رضائے مصطفیٰ بھی مطلوب خدا ہے اور رضائے صدیق بھی مطلوب خدا ہے کیونکہ حضور محبوب خدا ہیں اور صدیق محبوب مصطفیٰ ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نبیوں کے بعد ہیں سب سے بہتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غار کو دیکھو عجیب ہے منظر
کون ہے بیٹھا گود میں لے کر
سرور عالم کا سر انور
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یار کے نام پہ مرنے والا' سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق وصدق کا رہبر' رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شان صدیق فرمان رسول کی روشنی میں

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بہتری کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے کسی ایک خصلت کو اس میں بنا دیتا ہے جس کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ان خصلتوں سے کوئی مجھ میں بھی ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہر ایک سے کافی تعداد میں تجھ میں موجود ہیں۔

ایک دن نماز صبح پڑھ کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں آج کون روزہ دار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں

نے رات روزے کا خیال نہیں کیا لہٰذا میں روزے سے نہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رات روزے کی نیت کی تھی حضور نے فرمایا کیا آج کسی نے بیمار پرسی کی ہے حضرت عمر نے کہا ابھی ہم یہیں حاضر ہیں مگر صدیق اکبر نے کہا میں نے سنا تھا کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف بیمار ہیں تو میں نے نماز کی طرف آتے ہوئے وہ راستہ اختیار کیا تاکہ معلوم کرتا جاؤں کہ اس کا کیا حال ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آج تم سے کسی نے کسی مسکین کو کھلایا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نے نماز پڑھی اور یہیں حاضر ہیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل موجود پایا میں نے اپنے لڑکے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا وہ لے کر اس سائل کو دے دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی خصوصی بشارت عطا فرمائی۔

ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج میں جس آسمان سے بھی گزرا اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابوبکر صدیق کا نام پایا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور ارشاد فرمایا کہ ابوبکر کی محبت اور اس کا شکرگزار ہونا میرے ہر امتی پر ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسم نے اپنے آخری ایام میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہ تھے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے آگے بڑھے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں' نہیں' نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اسلام والے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ نہیں مانتے کہ کوئی دوسرا امام بنے۔

ایک دفعہ کسی عورت نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے فرمایا پھر آنا اس عورت نے کہا اگر میں آؤں مگر آپ دنیا سے پردہ پوش ہو چکے ہوں تو آپ نے فرمایا اگر تو آئے اور مجھے نہ پاسکے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آنا۔

پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل دن سے ہی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کے لئے خود بخود متعین تھے کیونکہ نماز میں اگر امام کا ایک ہی مقتدی ہو تو وقت ضرورت وہ اکیلا مقتدی خلافت کے لئے متعین ہوتا ہے اور اول المومنین کے بارے چار اقوال کو اگر جمع کر دیا جائے تو پھر بھی خلافت کے لئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس وقت متعین بنتے ہیں کیونکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ' حضرت زید' حضرت علی المرتضی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت علی نابالغ تھے لہٰذا امامت خلافت کے حقدار نہ تھے اور زید غلام تھے۔ حضرت خدیجہ عورت ہونے کی وجہ سے خلافت کی حقدار نہ تھیں اگر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ مقرر کرنیکی ضرورت پیش آتی تو صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی عاقل بالغ مرد تھے جو امامت و خلافت کے لائق اور حقدار بن سکتے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ فرما جانا عظیم صدمہ جانکاہ تھا ہمت کی کوہ گراں شخصیات بھی دم بخود تھیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **وما محمد الا رسول** کی تلاوت فرمائی تو تمام صحابہ کرام کی توجہ آپ کی طرف مبذول ہوگئی۔ مقام تدفین کا تعین آپ کے بتانے سے ہوا۔ خلافت الرسول کی عظیم امانت سنبھال کر آپ نے تجلی نبوت کے لئے قابل رشک طریق استقامت اختیار کیا۔ لشکر اسامہ کو ہمت و استقلال سے روانہ کیا۔ مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو ختم کیا اور امت کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر بچایا۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور جری و بہادر عمر جرار کو اپنے عمل سے دلاسہ دے کر اور بزدلی پر للکار کر جہاد پر آمادہ کیا۔

حضرت عمر کے مشورہ سے سیدنا صدیق اکبر نے جمع قرآن کا کام حضرت زید کے ذمہ لگایا اور حقیقتاً آپ جامع القرآن بنے۔

صدمہ ہجر آپ کے باطن کو پگھلاتا رہا حتیٰ کہ آپ کے قریب والوں کو آپ کے سانس سے کباب کی خوشبو محسوس ہوتی بالآخر امت کی بھلائی کے لئے اپنے بعد والوں سے افضل ترین شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔

وصال کے بعد آپ کے جنازہ کو حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر رکھا گیا

تو دروازہ کھل گیا اور آواز آئی **ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب مشتاق** یعنی پیارے کو پیارے کی طرف اندر لے آؤ کیونکہ محبوب اپنے پیارے کے شوق میں ہے۔ اس صدر مقام جنت اور طواف گاہ ملائکہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پہلو میں دفن ہوئے۔ **صلوٰت اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمدو خلیفتہ سیدنا ابی بکر و جمیع الصحابۃ والتابعین واھل بیت النبی الکریم وازواجہ الطاھرات امھات المومنین وخلفائہ واحبائہ اجمعین۔**

از- پروفیسر حافظ معاذ احمد

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

تمام فقہاء' مجتہدین کے رئیس' ماہرین حدیث کے امام اور استاذ' صوفیوں کے پیشوا' عابدوں کے رہنما' الغرض نبوت وصحابیت کے بعد ایک انسان میں جس قدر محاسن اور فضائل ہو سکتے ہیں حضرت امام الائمہ سراج الامت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب کے جامع بلکہ ان سب اوصاف میں ہادی اور مقتدا تھے۔ امام ابوحنیفہ نے فقہ اسلامی کے جو اصول اور قوانین وضع کئے ان کو امت محمدیہ کی اکثریت نے قبول کیا اور اعزاز وافتخار کے ساتھ فقہ حنفی کے مقلد ہوئے۔ آج دنیا میں دوتہائی سے زیادہ مسلمان فقہ حنفی کے مطابق ہی اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دے رہے ہیں۔

ولادت اور نام ونسب:

امام اعظم کے نسب میں مورخین کا کافی اختلاف ہے۔ خطیب بغدادی کی آپ کے پوتے اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے نقل کردہ صحیح روایت کے مطابق آپ کا پورا نام اس طرح ہے۔

''نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان''

آپ کی ولادت عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں کوفہ میں ۸۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے سن پیدائش میں ایک قول ۶۱ ھ کا بھی ہے لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

اسماعیل بن حماد سے روایت ہے کہ آپ کے دادا نعمان بن مرزبان کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہرے مراسم تھے ایک مرتبہ نعمان بن مرزبان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فالودہ لے کر گئے جس کو انہوں نے بہت پسند فرمایا جب ثابت پیدا

ہوئے تو نعمان ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں دعا فرمائی۔ اسماعیل بن حماد کہتے ہیں' ہمیں اللہ کے فضل سے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا قبول فرمائی ہے۔

آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے جس کا مطلب ہے صاحب ملت حنیفہ یعنی ادیان باطلہ سے اعراض کر کے دین حق کو اختیار کرنے والا۔ اسی معنی کی غرض سے یہ کنیت اختیار کی گئی ہے۔ نعمان کے معنی سرخ اور خوشبودار گھاس کے ہیں چنانچہ آپ کے اجتہاد اور انبساط سے بھی فقہ اسلامی اطراف عالم میں مہک اٹھی۔

بشارت نبوی:

حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اسی مجلس میں سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے اس صورت کی آیت

''واخرین منھم لما یلحقوا بھم''

کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا ''حضور یہ دوسرے کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا بار بار اصرار پر آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا:

''لو کان الایمان عندالثریا لنالہ رجال من ھولآء''

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا ان سے کچھ لوگ اس کو ضرور تلاش کر لیتے۔ علامہ ابن ہیتمی مکی نے حافظ سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد یقین کے ساتھ کہتے تھے اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی بھی شخص آپ کے علمی مقام کو نہ پا سکا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو کہاں تلاش کروں آپ نے فرمایا:

"عند علم ابی حنیفتہ"

تعلیمی مراحل:

امام ابوحنیفہ ابتدائی اور ضروری تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تجارت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ایک دن امام شعبی سے ملاقات ہوئی پوچھا: "علماء کی مجلس میں نہیں بیٹھتے۔" آپ نے کہا نہیں فرمایا تم علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو' کیونکہ میں تمہارے چہرے پر علم وفضل کی درخشندگی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ فقہ کی طرف امام اعظم کی توجہ کا ایک سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھول رہے ہیں۔ تعبیر رویاء کے ایک بہت بڑے عالم امام محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے اس کی تعبیر یوں کی کہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث اور سنن سے ایسے مسائل کا اخراج اور ایسے امور کی عقدہ کشائی کریں گے جو ان سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ اس تعبیر کو اشارۂ غیبی قرار دے کر امام اعظم نے پوری توجہ اور استغراق سے علم فقہ کی تحصیل شروع کردی۔

حضرت حماد کے درس میں آپ کو نمایاں جگہ ملتی تھی اور بہت جلد آپ استاد کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو خیال آیا کہ اپنا الگ حلقہ درس قائم کرلیں۔ اسی اثناء میں حضرت حماد کو کہیں جانے کا اتفاق ہوا ان کی غیر موجودگی میں آپ نے ۶۰ فتوے جاری کئے۔ بعد میں جب وہ مسائل آپ نے حضرت حماد پر پیش کئے تو انہوں نے ان میں سے ۴۰ مسائل سے اتفاق کیا اور باقی ماندہ ۲۰ مسائل سے اختلاف کیا۔ اس وقت آپ نے قسم کھائی کہ تاحیات حماد کی مجلس کو نہ چھوڑیں گے۔

اساتذہ:

فقہ کے ساتھ ساتھ امام اعظم نے حدیث کی تحصیل بھی جاری رکھی۔ مورخین نے آپ کے چار ہزار اساتذہ کا ذکر کیا ہے نیز امام اعظم کو بعض صحابہ کرام سے بھی روایت

حدیث کا شرف حاصل ہے جن میں حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی قابل ذکر ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے جن مشائخ کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں عطاء بن رباح' حماد بن ابی سلیمان' سعید بن مسروق' یحییٰ بن سعید انصاری' قتادہ عمرو بن دینار اور ابواسحاق۔

تلامذہ:

امام اعظم کے تلامذہ بھی عدد وشمار سے باہر ہیں۔ امام ابویوسف' امام محمد' امام زفر اور امام حسن بن زیاد آپ کے وہ قابل صد فخر تلامذہ میں سے ہیں جنہوں نے ساری دنیا میں فقہ حنفی کا سکہ بٹھا دیا اور امام اعظم کی تعلیمات کی اس طرح اشاعت کی کہ آج دنیا کی دو تہائی اکثریت فقہ حنفی کے مطابق اپنی عبادات اور معمولات کو انجام دے رہی ہے۔

ذہانت و فطانت:

امام اعظم بے حد ذہین اور زیرک تھے۔ یوں تو فقہ حنفی کے تمام اصول وفروع آپ کی ذہانت و فطانت پر بہترین شاہد ہیں لیکن آپ نے اپنی زندگی میں بارہا لوگوں کے ایسے الجھے ہوئے معاملات کا حل پیش کیا جن کی عقدہ کشائی سے آپ کے تمام معاصرین عاجز ہوچکے تھے۔

امام ابویوسف روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے غصہ میں طلاق کی قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا میں اس وقت تک تم سے کلام نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہیں کرو گی۔ جواباً بیوی نے بھی یہی قسم کھالی اس زمانے کے علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ جس نے بھی بات کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ امام اعظم تک یہ سوال پہنچا تو آپ نے فرمایا جاؤ جاکر اپنی بیوی سے گفتگو کرو کچھ نہیں ہوگا۔ تفصیل میں آپ نے فرمایا کہ خاوند نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے بات نہیں کرے گا۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے بھی ایسی ہی قسم کھائی جب اس نے قسم کھائی تو اس نے خاوند سے بات کرلی۔ اب جب

خاوند اس سے بات کرے گا تو یہ کلام بیوی کی گفتگو کے بعد ہوگا اور جب بیوی بات کرے گی تو وہ بات خاوند کی بات کے بعد ہوگی لہٰذا دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ امام اعظم سے جواب کی تفصیل سن کر سفیان ثوری کہنے لگے ''ابوحنیفہ تمہارے لئے علم کے وہ راستے کشادہ کردیے گئے جن تک ہماری رسائی نہیں ہوئی۔''

امام صاحب کے بچپن میں ایک دہریہ آیا اور اس نے مناظرہ کا چیلنج دیا وہ کئی علماء کو شکست دے چکا تھا۔ حضرت حماد بھی اسی مناظرے سے متفکر تھے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک خنزیر نے درخت کی شاخوں کو کھالیا ہے لیکن اس کی جڑ اور تنا باقی تھے۔ اس تنے میں سے ایک شیر نمودار ہوا اور اس نے خنزیر کو ہلاک کردیا۔ صبح کو حضرت حماد کے پاس امام صاحب گئے تو ان کو مغموم پایا۔ پوچھنے پر آپ نے دہریہ کا چیلنج اور خواب کا واقعہ سنایا۔ امام صاحب نے سن کر کہا الحمدللہ وہ خنزیر تو دہریہ تھا اور درخت سے مراد علم ہے اور شاخیں آپ کے علاوہ دوسرے علماء ہیں اور تنا اور جڑ آپ ہیں اور شیر میں ہوں۔ انشاء اللہ میں اس کو مات دے دوں گا۔ حضرت حماد اپنے مایہ ناز شاگرد کو لے کر مجلس مناظرہ میں پہنچے۔ دہریہ نے منبر پر چڑھ کر اپنے اعتراضات بیان کرنا شروع کئے۔ مقابل میں جب امام صاحب کی کم عمری کو دیکھا تو آپ کی تحقیر و تذلیل شروع کی۔ امام صاحب نے کہا اس بات کو چھوڑو اپنا دعویٰ بیان کرو۔ دہریے نے اپنا سوال پیش کیا۔

''یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی موجود شے کا نہ اول ہو اور نہ آخر۔''

اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیت وابدیت کی طرف تھا۔ اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا تجھے گنتی آتی ہے اس نے کہا ہاں امام صاحب نے پوچھا کہ ایک سے پہلے کیا عدد ہے اس نے جواب دیا ''ھوالاول لیس قبلہ شیئی'' امام صاحب نے فرمایا جب واحد مجازی سے پہلے کچھ بھی نہ ہو تو ایسا ہوسکتا ہے اور واحد حقیقی سے پہلے کچھ نہ ہوا ایسا کیوں نہیں ہوسکتا۔

دہریے کا دوسرا سوال یہ تھا۔

''ہر موجود شے کی کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کون سی جگہ میں ہے۔''

امام صاحب نے دودھ منگوایا اور پوچھا بتایئے اس میں گھی کہاں ہے' حالانکہ گھی اسی سے بنتا ہے اس نے کہا گھی تو ہر قطرہ میں ہے۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا جب معدوم ہونے والی چیز ہر قطرہ میں ہوسکتی ہے تو وہ خالق الارض والسماء ہر جگہ کیوں نہیں ہوگا۔

دہریے کا آخری سوال یہ تھا۔

''اللہ پاک کیا کرتے ہیں۔''

اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ تم نے منبر پر بیٹھ کر بہت سے سوال کئے اور میں نیچے کھڑے ہوکر جواب دیتا رہا۔ اب آپ ذرا نیچے اتریے اور مجھے منبر پر چڑھنے دیں تاکہ میں جواب دوں۔ آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے جیسے رذیل کو ذلیل کرتا ہے اور میرے جیسے موحد کے درجات بلند کرتا ہے۔

سیرت و کردار:

امام اعظم جس طرح علم وفضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اسی طرح اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی یکتائے روزگار تھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید نے امام ابویوسف سے کہا کہ امام اعظم کے اوصاف بیان کریں۔ فرمایا امام اعظم محارم سے شدید اجتناب کرتے تھے۔ علم کے بغیر کوئی بات کہنے سے سخت ڈرتے تھے وہ اللہ کی عبادت میں انتہائی مجاہدہ کرتے تھے۔ اہل دنیا کے منہ پر کبھی ان کی تعریف نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے تھے اور مسائل دینیہ میں غور وفکر کرتے رہتے تھے۔ اتنے عظیم علم کے باوجود بے حد سادہ اور منکسر المزاج تھے۔

زہد وتقویٰ:

امام صاحب کا تقویٰ بہت عظیم تھا۔ کوفہ میں ایک مرتبہ کسی کی بکری چوری ہوگئی تو آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہ کھایا کیونکہ بکری کی اوسط عمر 7 سال ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ امام اعظم کے ایک ملازم نے ایک عیب دار کپڑا بغیر بتائے بیچ دیا آپ

نے حاصل شدہ رقم صدقہ کردی۔

عبادت و ریاضت:

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ آپ کی شب بیداری کا سبب یہ تھا کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ وہ شخص ہیں جو عبادت میں پوری رات جاگ کر گزارتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے یہ سنا تو فرمانے لگے ہمیں لوگوں کے اچھے گمان کے مطابق بننا چاہیے۔ اس وقت سے آپ نے رات کو جاگ کر عبادت کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے اور ۴۰ سال تک لگاتار اس معمول پر قائم رہے۔ ہر ماہ رمضان میں ساٹھ قرآن کریم ختم کرتے۔ جس جگہ آپ نے وفات پائی اس جگہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا تھا۔

امام اعظم کی خصوصیات:

۱۔ آپ نے حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفی اور دیگر متعدد صحابہ کرام کی زیارت کی جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے۔

۲۔ حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفی اور عائشہ بنت عجرد وغیرہم صحابہ کرام سے آپ کو شرف روایت بھی حاصل ہے۔

۳۔ آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کی تعداد دیگر تمام آئمہ کے ساتذہ و تلامذہ سے زیادہ ہے۔

۴۔ آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو ابواب و کتب کے لحاظ سے مدون کیا چنانچہ موطا میں امام مالک نے آپ کے طرز تدوین کا اتباع کیا۔

۵۔ آپ کے طریق اجتہاد سے تمام آئمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا چنانچہ امام شافعی نے فرمایا:

"الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفته"

ترجمہ: تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔

۶۔ امام اعظم قرن اول میں پیدا ہوئے جس قرن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس قرن کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔''

تبصرہ: امام ابو یوسف فرماتے ہیں ''امام اعظم کا نظریہ اخروی نجات کے زیادہ قریب تھا۔ بعض اوقات میں حدیث کے ظاہری مطلب کی طرف میلان کرتا تھا لیکن بالآخر یہ کہنا پڑتا تھا کہ احادیث کے دقائق (باریکیاں) میں وہ ہم سب سے بہت زیادہ بصیرت رکھتے تھے۔''

امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مالک سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا تھا۔ فرمایا ہاں میں نے انہیں ایسا شخص پایا کہ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو اپنے علم کے زور پر ایسا کرسکتے تھے۔

وصال: اخیر عمر میں خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو عہدہ قضا کے لئے طلب کیا آپ نے انکار کردیا جس کی وجہ سے آپ پر شاہی عتاب نازل ہوا۔ جس کے نتیجے میں آپ کو بغداد کے قید خانے میں بند کردیا گیا۔ آپ پر روزانہ کوڑے لگائے جاتے تھے۔ ماہ رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں بحالت سجدہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

از- مولانا غلام یٰسین صاحب

نائب رسول اللہ ﷺ

حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

یوں تو پہلی صدی ہجری میں ہی برصغیر میں مسلمانوں کی آمدورفت شروع ہوگئی تھی اور رفتہ رفتہ ساحلی مقامات کے علاوہ شمال مغربی علاقہ میں اسلامی حکومت بھی قائم ہو چکی تھی روز بروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہو رہا تھا مگر چونکہ ہندوستان کی اسلامی سلطنت نے اسلام کے اہم ترین فریضہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی اور اس کا دائرہ عمل صرف فتوحات اور حکمرانی تک محدود تھا اس لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمہ کو ہندوستان کے ظلمت کدہ میں نور اسلام پھیلانے کے لئے اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ نے اس ذمہ داری کو جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ سو سال میں عساکر اسلام جو کام نہ کر سکیں وہ آپ نے چند برسوں میں کر دکھایا۔ غریب نواز علیہ الرحمہ کے اجمیر شریف میں قدوم مبارک سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ توحید کے نعروں سے گونج اٹھا اور مسلمانوں نے اس پورے براعظم پر بے مثال شان سے حکومت کی اس براعظم میں اسلام کو جس قدر عروج اور سیاسی اقتدار حاصل ہوا وہ سب کچھ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی روحانی فیوض و برکات کا نتیجہ تھا۔

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اس ملک میں تبلیغ اور اشاعت اسلام میں کس قدر تکلیف اٹھائی ہوگی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قوم کی ہدایت کے لیے مامور فرمایا تھا اس

کی قومیت آپ سے بالکل جداگانہ تھی ان کی زبان آپ کی زبان سے مختلف تھی۔ پھر ایسے ماحول میں جہاں عوام اور حکام آپ کی جان کے دشمن ہوں خفیہ و علانیہ آپ کو ہلاک کر ڈالنے کی ہر ممکن تدابیر سے دریغ نہ کیا جاتا ہو۔ اسلام کی اشاعت اور لاکھوں کی تعداد میں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا یقیناً آپ کی مسلسل جدوجہد کا ثمر تھا۔

تعارف:

حضور سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کا نام نامی اسم گرامی معین الدین حسن ہے۔ آپ کو متعدد القابات عطا فرائے گئے تھے۔ مثلاً حبیب اللہ، غوث المشائخ، قطب العارفین، ہندالولی، عطائے رسول، نائب النبی، غریب نواز وغیرہ ہیں۔

حسب ونسب:

حضور سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ صحیح النسب حسینی سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ پدری ۱۳ واسطوں سے اور سلسلہ مادری ۱۲ واسطوں سے مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غیاث الدین زبردست عالم دین ہونے کے ساتھ مشائخ خراساں میں نہایت عالی مرتبت ولی کامل تھے اور والدہ ماجدہ ماہ نور علیھا الرحمہ بھی نہایت نیک بخت متقی اور انتہائی پارسا خاتون تھیں۔

ولادت سے قبل حیرت انگیز کرامات کا ظہور:

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب معین الدین حسن میرے شکم میں آئے تو دین و دنیا کی خیر و برکت سے میرا گھر بھر گیا کسی چیز کی کمی باقی نہ رہی تمام دشمن دوست بن گئے اور تمام غم والم میرے دل سے دور ہو گئے۔ پھر جس وقت آپ کے جسم اقدس میں اللہ تعالیٰ نے روح ڈالی تو اس وقت سے پیدائش تک آپ کا یہ معمول رہا کہ نصف شب سے سواپہر چڑھے تک لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ پھر جس رات خواجہ معین الدین علیہ الرحمہ پیدا ہوئے میرا تمام گھر انوار و تجلیات الٰہیہ سے بھر گیا۔ دور دور تک فرشتوں کے پرے کے پرے نظر آنے لگے مگر یہ نظارہ صرف تھوڑی

دیر کے لیے تھا۔ اس سے میرے دل پر ہیبت طاری ہوگئی تو غیب سے آواز آئی "بی بی ماہ نور! تم کیوں پریشان ہو وہ نور جلوہ نما تو میرا تھا۔ میں نے اس نور کو تیرے فرزند معین الدین کے دل میں بھر کر دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔" یہ صدائے غیب سن کر میرے دل کی وحشت یکسر دور ہوگئی میں نے دیکھا کہ معین الدین گریہ کناں بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہیں معین الدین نے جونہی اپنا سر سجدہ سے اٹھایا میں نے ان کو اٹھا کر کلیجہ سے لگایا اور پیار کیا اور شکر خداوندی ادا کیا۔

ولادت باسعادت:

حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ مستند روایت کے مطابق ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ بروز پیر بوقت صبح صادق حضرت خواجہ غیاث الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بمقام سنجر علاقہ سیستان جلوہ گری فرمائی۔

تعلیم و تربیت:

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کم سنی کے عالم ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ خراساں اس زمانے میں علوم وفنون کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے علماء وہاں موجود تھے۔ حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کو امام الحرمین حضرت ابو المعالی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا بھی موقع ملا اس کے بعد آپ خراساں سے بلخ تشریف لے گئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے حضرت مولانا حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ آپ تقریباً سات آٹھ سال تک مختلف علمائے کرام کے ہاں زیر تعلیم رہے۔

مرد مجذوب سے ملاقات:

والد ماجد کے ترکہ سے آپ کو ایک باغ ملا تھا۔ ایک روز آپ اپنے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی رحمتہ اللہ علیہ باغ

میں تشریف لائے۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمہ نے نہایت احترام وعقیدت سے خوش آمدید کہا اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھا کر انگوروں کا ایک خوشہ انکی خدمت میں پیش کیا۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی اس خاطر تواضع سے حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ انتہائی مسرور ہوئے آپ نے اپنی زنبیل میں سے کھلی ایک ٹکڑا نکال کر منہ میں چبا کر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو کھلایا۔ چبائی ہوئی کھلی جونہی حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے حلق سے نیچے اتری تو دل نور الٰہی سے معمور ہوگیا اور جملہ آلائش قلبی دور ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوگئی۔ اس واقعہ کے تیسرے روز حضرت خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کل املاک فروخت کر کے اس کی کل قیمت اللہ کی راہ میں تقسیم کر دی اور والدہ ماجدہ سے اجازت حاصل کر کے مطلوب حقیقی کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے خراساں سے چل کر سمرقند اور وہاں سے بخارا تشریف لے گئے۔

بیعت:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ باطن کو آراستہ کرنے کے لیے پیر کامل کی تلاش میں روانہ ہوئے اس زمانہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ شریعت وطریقت کے پیشوا مانے جاتے تھے۔ چونکہ طلب صادق تھی آپ بخارا سے قصبہ ہارون (جو اطراف نیشاپور میں واقع ہے) تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ مرشد کامل نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے باطنی اوصاف کو ایک ہی نظر میں جانچ کر اپنے مریدان خاص میں شامل کر لیا اور پہلی ہی ملاقات میں مرشد کامل نے سلوک کی تمام منزلیں طے کرا دیں۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بیس برس رہ کر کمالات روحانی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

سیر و سیاحت:

مرشد کامل سے کامل تربیت اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد سرکار غریب نواز

رحمتہ اللہ علیہ اصفہان روانہ ہوئے راستہ میں ایک بہت بڑے بت خانہ سے گزر ہوا آپ نے ان گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر چلانے کے لیے چند روز قیام کے ارادہ سے ایک درخت کے نیچے ڈیرہ لگا لیا۔ آپ نے اپنے خادم فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ کو آگ لانے کے لیے اس بت خانہ میں بھیجا بت خانہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ بلا تامل اندر چلے گئے ان کو دیکھ کر وہ سب لوگ جو مندر میں جمع تھے ان کے درپے آزار ہوئے۔

اور کہا کہ مندر سے فوراً نکل جاؤ ورنہ جان سے مار ڈالیں گے۔ میاں فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ ناچار بصد اضطرار حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور دست بستہ حالات عرض کیے سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اس وقت برلب نہر بیٹھے وضو میں مشغول تھے۔ بت پرستوں کی باتیں سن کر آپ کو طیش آ گیا فوراً اٹھ کر بت خانہ تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب سکتے کے عالم میں آ گئے اور ایسا سکوت طاری ہوا کہ ایک لفظ بھی انکی زبان سے ادا نہ ہو سکا آپ نے دیکھا کہ ایک بوڑھا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے سامنے اس کا دس سالہ لڑکا کھیل کود میں مشغول ہے اور قریب ہی آگ بھی خوب روشن ہے خواجہ غریب نواز بوڑھے سے مخاطب ہو کر بولے! بتاؤ تمہارا کیا مذہب ہے تم آگ کو کیوں پوجتے ہوا؟ بوڑھا! ہم لوگ آگ کو اپنا معبود مانتے ہیں اس لیے آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز! تمھارا یہ خیال بے بنیاد ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آگ تھوڑے سے پانی سے بجھ جاتی ہے اگر تم آگ کو اپنا معبود مانتے ہو تو ذرا آگ میں ہاتھ ڈال کر دیکھو اگر آگ سے تمہارا ہاتھ نہ جلے تو کوئی بات بھی ہے۔

بوڑھا! (ہنس کر جواب دیا) آگ کی خاصیت تو جلانے کی ہے بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈالا جائے اور آگ سے ہاتھ نہ جلے۔

خواجہ غریب نواز! تم بڑے احمق ہو جو آگ کو پوجتے ہو ارے نادان معبود حقیقی تو وہ ہے جس نے یہ کل کائنات پیدا کی ہے اور ہر چیز میں علیحدہ علیحدہ خاصیت ودیعت فرمائی ہے۔ دیکھ اس کے نام میں یہ طاقت ہے اور آیت کریم یا نار کونی بردا وسلاماً

پڑھ کر اور اس کے بچہ کا ہاتھ پکڑ کر آگ میں کود گئے۔ کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے لڑکا اور آپ دونوں آگ کے اثر سے محفوظ تھے یہ حیرت انگیز کرامت دیکھ کر وہ سب بت پرست آپ کے قدموں پر گر کر مسلمان ہو گئے۔ پیر مغاں کا نام عبداللہ اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے یہ دونوں باپ بیٹے ولی کامل بن گئے۔ سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اس بت خانہ کی بنیاد کھدوا کر وہاں ایک عالی شان خانقاہ تعمیر کروائی اور عبداللہ کو ان سب کا سردار بنا کر وہاں سے خراساں کی طرف روانہ ہو گئے۔ خراساں سے سبزوار تشریف لے گئے یہاں کا حاکم یادگار محمد بڑا فاسق و فاجر اور اولیا اللہ کی شان میں نہایت گستاخ اور بے ادب تھا۔ سبزوار پہنچ کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا قیام اس باغ میں ہوا جہاں حاکم سبزوار شراب نوشی اور رنگ رلیاں منایا کرتا تھا۔ باغ نہایت سرسبز و شاداب تھا میووں کے درخت بکثرت تھے۔ صاف و شفاف پانی کی نہر باغ میں عین درمیان میں جاری تھی۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ یہ خوش منظر دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے۔ نہر میں غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور قرآن خوانی میں مشغول ہو گئے اتنے میں آپ کے خادم نے دست بستہ عرض کیا کہ اس علاقہ کا حاکم نہایت بے ہودہ اور اولیاء اللہ کا دشمن ہے حاکم کے نوکر چاکر باغ کو آراست پیراستہ کرنے آ گئے تھے میری رائے یہ ہے کہ آپ کہیں اور جگہ چلے جائیں مبادا وہ بے ادب کوئی گستاخی کر بیٹھے یہ سن کر خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تو جا کسی درخت کے نیچے بیٹھ جا اس کا آج تک کسی اللہ والے سے واسطہ نہیں پڑا اسی اثناء میں لب نہر خدام نے بیش بہا قالین بچھائے آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ سے آپ سے کچھ کہنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی تھوڑی دیر کے بعد جب حاکم سبزوار باغ میں پہنچا تو حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کو نہر کے کنارے مصروف عبادت پایا یادگار محمد جونہی حضرت کے قریب پہنچا تو مارے خوف کے لرزا براندام ہو گیا اور دست بستہ حضور اقدس میں کھڑا ہوا خواجہ غریب نواز نے جونہی ایک نظر یادگار محمد پر ڈالی تو وہ زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا یادگار محمد کا یہ حال دیکھ کر اس کے درباری حضور غریب نواز رحمتہ اللہ

علیہ سے عرض کرنے لگے کہ اگر حضور کا فضل و کرم اس وقت دستگیری نہ کرے گا تو یادگار محمد اس طرح تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ تھوڑا پانی نہر سے لاکر اس کے منہ پر چھینٹے مارو۔ خادم نے جونہی سرکار کے حکم کے مطابق عمل کیا یادگار محمد کو ہوش آ گیا اور بے تابانہ حضور کے قدموں پر گر کر بیعت کی سعادت دارین حاصل کی۔

بدعقیدگی جاتی رہی:

دوران سیاحت میں جب حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا گزر بلخ کی طرف سے ہوا تو آپ نے اتفاقاً ایسے باغ میں قیام فرمایا جس کا مالک ضیاء الدین نامی ایک شخص ظاہری علم و فضل کے باوجود علم باطن سے بالکل محروم تھا اور اولیاء اللہ کے بارے میں نہایت ہی بدعقیدہ تھا حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ احتیاطاً اپنے ہمراہ تیر و کمان رکھا کرتے تھے۔ افطار کا وقت قریب تھا آپ نے تیر کمان منگوا کر ایک کلنگ کا شکار کیا اور خادم کو حکم دیا کہ افطار کا وقت قریب ہے فوراً اس کے کباب تیار کرو ادھر خادم کباب بنانے میں مصروف تھا اور ادھر خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ وضو کر کے مصلے پر تشریف فرما تھے کہ مولانا ضیاء الدین نے باغ میں آ کر یہ نظارہ دیکھ کر خادم سے دریافت کیا تم کس کے لیے کباب بنا رہے ہو اور یہ کون بزرگ ہیں۔ خادم نے عرض کیا کہ آپ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہیں اتنے میں خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز سے فارغ ہو کر جونہی ایک نظر مولانا صاحب پر ڈالی وہ بے تاب ہو کر زمین پر گر پڑے آپ نے اپنا دست حق پرست انکے سینہ پر رکھا ہوش آ گیا مگر ایک سکتہ کا عالم تھا نہ آنکھ کھولتے نہ منہ سے بولتے تھے جب ہوش آیا تو جواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کو سر پر رکھا آپ نے مزاج پرسی فرمائی اور مولانا کو کباب عنایت فرمائے کباب کھاتے ہی مولانا موصوف کا دل صاف ہوگیا اور شاگردوں سمیت حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔

سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کا سفر حج:

حضور سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے تھے آپ کو حضرت خواجہ کے ساتھ دمشق کے سفر کا اتفاق ہوا دمشق سے حرمین شریفین تشریف لے گئے مکہ معظمہ پہنچے اور طواف سے فارغ ہو کر میزاب رحمت کے نیچے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر دعا فرمائی ندا آئی ہم نے معین الدین حسن کو قبول کیا اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضرت نے فرمایا بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرو، آپ نے سلام عرض کیا تو روضہ اقدس سے آواز آئی۔ "وعلیکم السلام یا قطب المشائخ" اس کے بعد آپ نے ۲۸ روز تک خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو فقر کی تعلیم فرما کر خرقہ مصلیٰ اور نعلین چوبی اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں ان کو نہایت ادب سے اپنے پاس رکھنا اور اپنے بعد جس کو اپنے نزدیک لائق اور اہل سمجھنا سپرد کر دینا پھر آپ کو رخصت کر دیا اس وقت سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۵۲ برس تھی۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندوستان روانگی کا حکم:

مرشد کامل کی تعلیمات سے فراغت اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ وطن مالوف تشریف لائے اور کچھ عرصہ کے بعد زیارت حرمین کے لیے روانہ ہوگئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے ایک روز روضہ اطہر کے سامنے آپ مصروف عبادت تھے کہ روضہ اقدس سے آواز آئی معین الدین حسن تو ہمارے دین کا معین اور مددگار ہے۔ ہندوستان کی ولایت ہم نے تم کو عطا کی اب تم جا کر اقامت کرو وہاں بہت بری طرح کفر و شرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے وہاں تمھارے قیام سے اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ یہ مژدہ جانفزا سن کر آپ حیران تھے کہ ہندوستان کون سا ملک ہے کہاں واقع ہے۔ اتنے میں آپ کی آنکھ لگ گئی سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

نے عالم رویا میں آپ کو مشرق سے مغرب تک سیر کرائی اور ایک انار آپ کو عنایت فرما کر ارشاد فرمایا جاؤ ہم نے تمھیں خدا کے سپرد کر دیا۔

غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حجاز سے واپسی:

دربار رسالت سے فرمان روانگی حاصل کرتے ہی آپ حجاز سے روانہ ہو گئے بغداد شریف تشریف لائے اور حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمان رسالت کا تذکرہ کیا سرکار غوث پاک نے خواجہ غریب نواز کو سینہ سے لگا کر سپرد خدا فرما کر روانگی کی اجازت دی۔ آپ بغداد شریف سے روانہ ہو کر مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور سرکار داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں چند روز قیام کر کے اجمیر روانہ ہو گئے۔

اجمیر کا حال:

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر میں تشریف آوری سے بارہ سال قبل پرتھوی راج کی والدہ نے اپنے بیٹے کو علم نجوم کے ذریعہ سے آگاہ کر دیا تھا کہ آج سے بارہ سال بعد اجمیر میں ایک درویش اس وضع قطع کا اپنے چالیس ہمرائیوں کے ساتھ داخل ہوگا اس درویش کے ہاتھوں تیری سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ پرتھوی راج نے اسی روز سے اپنی تمام حدود سلطنت میں یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ اگر آج کی تاریخ سے کوئی مسلمان اس صورت و شکل کا چالیس ساتھیوں کے ہمراہ حدود سلطنت میں داخل ہو تو اسے گرفتار کر کے یا تو ہمارے سامنے پیش کر دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے روانہ ہو کر جب پانی پت کے قریب ایک قصبہ سمانہ کے پاس پہنچے تو وہاں راجہ پرتھوی راج کے سپاہیوں نے آپ کو شناخت کر لیا اور حاکم کو اطلاع دی گئی۔ فوراً حاکم سمانہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار عقیدت کے طور پر دعوت طعام دی۔ آپ فوراً مراقب ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ لوگ مکار دغا باز ہیں ان کی باتوں میں نہ آنا دربار رسالت سے یہ ہدایت حاصل ہوتے ہی آپ نے دعوت رد کر دی

آپ وہاں سے اجمیر کے لیے روانہ ہو گئے۔

سرکار غریب نواز اجمیر میں:

الغرض سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۷ محرم الحرام ۵۶۱ھ میں داخل اجمیر ہوئے اور شہر سے باہر ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمانے کا ارادہ کیا ابھی سامان نہ رکھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے رعونت آمیز لہجہ میں کہا یہاں سامان نہ اتارو کہیں اور چلے جاؤ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے یہ سن کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں اونٹوں سے کیا غرض وہ یہاں ہی بیٹھے رہیں گے ہم جاتے ہیں یہاں سے اٹھ کر آپ اپنے ہمرائیوں کو ساتھ لے کر اس پہاڑ پر تشریف لے گئے جہاں آپ کا چلہ بنا ہوا ہے اور جوانا ساگر کے اوپر واقع ہے شام کو جب اونٹ وہاں آ کر بیٹھے تو بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ساربانوں نے ہر چند ان کو پیٹا مگر انہوں نے ذرا برابر جنبش نہ کی مجبور ہو کر ساربانوں نے حضور خواجہ سے آ کر آہ وزاری کی تب آپ کے حکم سے وہ اونٹ اس جگہ سے اٹھے۔

عبادت و ریاضت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۰ سال تک رات کو آرام نہ فرمایا اور نہ پشت زمین سے لگائی ستر سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت انسانی کے نہ ٹوٹا آنکھیں عموماً بند رکھتے نماز کے وقت کھولتے اور آپ کی نظر جس پر پڑتی وہ ولی اللہ ہو جاتا آپ فرمایا کرتے کہ جو شخص میرا یا میرے فرزندوں کا مرید ہوگا۔ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جس تک وہ داخل نہ ہوگا لوگوں نے عرض کیا کہ فرزندوں سے مراد آپ کے خلفاء ہیں یا اولاد فرمایا کہ فرزندوں سے مراد قیامت تک ہونیوالے (فرزندان معنوی) خلفاء ہیں۔

وصال شریف:

آپ کا وصال ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ میں ہوا وصال سے چند روز قبل آپ نے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔۵ رجب المرجب کی شام کو آپ پر خاص کیفیت طاری ہوئی چنانچہ بعد نماز عشاء حجرہ مبارک بند کر کے خدام کو اندر آنے سے منع فرما دیا۔ خدام تمام رات حجرہ کے باہر صدائے وجد سنتے رہے لیکن آخر شب میں آواز آنا موقوف ہوگئی نماز فجر کے وقت دروازہ کھلنے کا انتظار کرتے رہے جب دروازہ نہ کھلا تو دستک دی مگر آواز نہ آئی بالآخر دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تو آپ داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے اور آپ کی پیشانی مبارک پر بخط نور لکھا ہوا تھا

حبیب اللہ مات فی حب اللہ' انا للہ وانا الیہ راجعون

کہ اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں چل بسا آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

آپ کا مزار شریف اجمیر شریف مرجع خلائق ہے۔

قبر المومن روضة من ریاض الجنة مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (حدیث شریف)

ماخوذ از منزل شوق سبع سنابل شریف

از-مولانا قاری محمد علی نقشبندی صاحب

محدث عرب وعجم حضرت فقیہ اعظم قدس سرہٗ

جامع معقول ومنقول' ماہر علوم وفنون' عالم ربانی' بحرز خار' سیدی فقیہ اعظم حضرت مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری اشرفی قدس سرہ العزیز کی ولادت باسعادت تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے ایک گاؤں موضع سوجیکی میں مورخہ 10 جون 1914ء مطابق 16 رجب المرجب 1332ھ کو ہوئی۔ حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد حضرت مولانا احمد دین علیہ الرحمہ کی زیر تربیت حاصل کی۔ سکول کی تعلیم کیلئے پہلے ہی دن واپس گھر آ کر سکول جانے سے انکار کر دیا اور وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ ماسٹر تو داڑھی منڈاتا ہے۔ میں اس سے نہیں پڑھتا سبحان اللہ۔

آپکے والد ماجد کشتہ عشق رسول حضرت مولانا ابو النور محمد صدیق چشتی نظامی علیہ الرحمہ کی شب وروز دعائیں آپکے ساتھ رہیں اور آپکی والدہ ماجدہ بڑی ہی خدا رسیدہ نیک بخت تھیں جو حضرت صدر العلماء کی پھوپھی صاحبہ تھیں۔ ان کے مقدس دودھ سے پروردہ کی پیشانی بچپن سے ہی انوار سعادت سے منور تھی۔ متحدہ ہندوستان میں مختلف مدارس میں علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور تدریس کے میدان میں سب سے زیادہ فیض استاد العلماء شیخ طریقت حضرت مولانا فتح محمد جیبوی محدث بہاولنگری علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا۔

1932ء مطابق 1351ھ میں امام اہلسنت حضرت مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی محدث الوری اور انکے فرزند جلیل حضرت مولانا ابوابرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ سے دورہ حدیث شریف پڑھا اور 23 نومبر 1933ء مطابق 6 شعبان المعظم 1352ھ کو

دستار فضیلت اور سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے دست حق پر 1940ء مطابق 1359ھ میں بیعت طریقت سے مشرف ہوئے اور 1942ء مطابق 1361ھ میں سند اجازت وخلافت پائی۔

حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی زندگی خدمت دین متین میں گزری۔ پہلی مرتبہ دورہ حدیث شریف پڑھنے والے حضرت مولانا فضل حق صاحب نوری ظال عمرہ حضرت مولانا عبدالحق، حضرت مولانا ابو البقاء محمد حبیب اللہ صاحب نوری برادر حقیقی حضرت فقیہ اعظم آپکے ماموں زاد بھائی اور خلیفہ اکبر حضرت صدر العلماء مولانا الحاج ابو الضیاء محمد باقر نوری اور حضرت خواجہ ابو النور محمد صدیق چشتی نظامی علیہم الرحمہ تھے اور یہ دورہ حدیث شریف اور ختم بخاری موضع فرید پور تحصیل دیپالپور میں ہوا اور مئی 1945ء مطابق جمادی الاولیٰ 1364ھ میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کی سنگ تاسیس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت و اشارت سے ہوئی۔ اسکے بعد دن رات محبوب ترین مشغلہ تدریس علم دین تھا۔ نظم ونثر اور قلمی فیض سے بھی جہالت کی تاریکی دور کی فتاوی نوریہ عظیم تحقیقی ضخیم یادگار چھوڑی مگر پڑھنا پڑھانا اصل وظیفہ اپنایا ہر فیض یافتہ اور عزیز کو اسکی تلقین فرماتے۔

آپ نے بصیر پور میں تو ہر سال ختم بخاری شریف کا درس دیا سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے ساہیوال جیل میں بھی درس بخاری کو نہ چھوڑا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضری کے وقت گنبد خضراء کے سایہ میں بھی درس بخاری دیا اور محدث عرب وعجم کہلائے۔ آپ نے بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کوفہ، بصرہ، دمشق اور حلب وغیرہ متعدد مقامات پر مقبولان بارگاہ کے مزارات کی حاضری دی مگر اصل حاضری حج فرض کے بعد مدینہ عالیہ کی ہی تھی پہلی حاضری 1960ء مطابق 1379ھ میں ہوئی اور بارہا حاضریوں کا سلسلہ بالآخر 1982ء مطابق 1402ھ تک پہنچا اور 15 اپریل 1983ء، یکم رجب المرجب 1403ھ بروز جمعہ دو اذانوں کے درمیان لاہور ہسپتال میں وصال فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ تمام متوسلین کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

از - مولانا محمد اکرم بن ابو الضیاء

سوانح حیات حضرت صدر العلماء

صدر العلماء، بدر الفضلاء استاذ الاساتذہ، جامع معقول ومنقول، شارح فقیہ اعظم، ضیاء النور، حضرت علامہ الحاج مولانا ابو الضیاء محمد باقر ضیاء النوری بن حضرت حکیم، مولانا، مولوی معنوی، قاری محمد سلطان قادری بن میاں شہامد بن حضرت مولانا علامہ حافظ محمد رمضان بن حضرت حافظ غازی بن حضرت مولانا حافظ جمال علیہم الرحمہ۔

حافظ محمد رمضان، حافظ غازی حافظ جمال، نہایت اعلی علمی خاندان، علاقہ ملتان میں مقیم تھے۔ وبائے عام میں حافظ محمد رمضان شہید ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد میاں شہامد پیدا ہوئے جو اپنے ننہالی علاقہ ٹبی لال بیگ میں مقیم رہے۔ میاں شہامد نیک سیرت خوش اخلاق خوبصورت زراعت پیشہ جوان تھے۔ ایک دن اتفاقاً حضرت فقیہ اعظم کے دادا حضرت مولانا احمد دین علیہ الرحمہ سے باہمی تعارف کے بعد رفاقت وصداقت اور محبت صادقہ تک اس طرح پہنچ گئے کہ مولانا احمد دین نے میاں شہامد کے ساتھ اپنی ہمشیرہ مسماۃ پناہ بی بی کا عقد کردیا۔ میاں شہامد کے تین صاحبزادے بالترتیب میاں احسان، محمد سلطان اور میاں سبحان اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ ان صاحبزادوں میں چھوٹے میاں سبحان پانچ سال کے ہی تھے کہ والد ماجد علیہ الرحمہ انتقال فرما گئے۔

حضرت مولانا محمد سلطان نے اپنے مہربان اور حقیقی ماموں حضرت مولانا احمد دین سے قرآن پاک کے بعد فارسی کی تکمیل کر کے کتب فقہ اور طب پڑھیں۔ روہیلہ (دیپالپور) میں حافظ نابینا صاحب سے ان کے مدرسہ میں قرآن پاک کا دور بھی کیا تھا۔ آپ نے ایک زندہ دل بزرگ میاں عمر دین صاحب سے تجاری (لکڑی) کا کام بھی سیکھا۔ انہی

سے حضرت فقیہ اعظم کے والد گرامی حضرت خواجہ ابوالنور محمد صدیق علیہ الرحمہ نے بھی تجاری کا کام سیکھا تھا۔ یہ میاں عمر دین ایسے خدا رسیدہ زندہ دل تھے کہ سوتے بھی ان کا دل مبارک ذکر اسم ذات اللہ اللہ کرتا تھا۔ حضرت مولانا قاری محمد سلطان نے بالآخر امامت تعلیم و تدریس اور طبابت معمول زندگی بنایا۔ آپ بڑے باہمت، صاحب صبر و تحمل، پیکر استقامت اور قوت برداشت کے کوہِ گراں تھے۔ آپ کی بیعت حضرت سلطان عبدالحکیم علیہ الرحمہ کی اولاد امجاد میں حضرت سیف اللسان مولانا شمس الدین قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر تھی۔ مولانا محمد سلطان کے روحانی کمال کی بنا پر حضرت فقیہ اعظم پنجابی الفاظ میں فرمایا کرتے تھے کہ ''ماموں جان گجھے ولی ہین'' اور حضرت ابوالنور کی تحریر میں آپ کو مولوی معنوی محمد سلطان کہا گیا۔ آپ کو اپنی طبیعت پر ۔ عشق کار لیست کہ بے آہ و فغاں نیز کنند۔ کے مطابق بے حد ضبط حاصل تھا۔ آپ کا وصال ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۹۶۷ء میں ہوا۔ حضرت صدر العلماء علم الاعداد اور تاریخی قطعات میں خوب دسترس رکھتے تھے۔ ان کی قلم سے تاریخ وصال رقم کرتا ہوں۔

زسال گشت چوں والدم زیں جہاں — برفت از سرم سایۂ مہرباں
رساں وصالش شنیدم چناں — بگو تربتش گلستان جناں

۱۹۶۷ء

ولادت صدر العلماء

حضرت صدر العلماء ضلع اوکاڑہ میں ہیڈ سلیمانکی تحصیل دیپالپور کے قریب موضع منگا بھڈال میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر (ساعت اجابت) میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام شمس العارفین اور محمد باقر رکھا گیا۔ آپ دوسرے نام سے متعارف تھے۔ آپ کی شیرخوارگی میں حضرت مولانا قاری محمد سلطان قادری کے شیخ طریقت حضرت سیف اللسان سلطان شمس الدین قادری علیہ الرحمہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ایک دن عصر و مغرب کے دوران حضرت صدر العلماء کو روتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ''یہ بچہ تو ذکر کر رہا ہے یہ بڑا ذہین اور بہت بڑا عالم دین ہوگا۔''

آغازِ تعلیم

آغازِ تعلیم کے لئے حضرت فقیہ اعظم کے دادا حضرت مولانا احمد دین صاحب نے بسم اللہ پڑھائی۔ آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر کہا جو قاعدہ مجھے آتا ہے پہلے سن لو۔ دریافت کیا گیا کہ وہ کون سا قاعدہ ہے جو تجھے آتا ہے۔ فرمایا: جو قاعدہ بابا جی پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی پوری سورہ یٰسین شریف سنا دی۔

اساتذۂ کرام

آپ نے قرآن کریم، اُردو اور فارسی پند نامہ تک اپنے والد ماجد سے پڑھ کر تحفہ نصائح اور بوستاں کا ابتدائی حصہ اپنے نانا جان حضرت مولانا احمد دین صاحب علیہ الرحمہ سے پڑھا۔ سکندر نامہ بری اپنے خال اکبر فنا فی الرسول حضرت مولانا ابوالنور محمد صدیق علیہ الرحمہ سے پڑھا اور بقیہ کتب فارسی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ سے پڑھیں۔ صرف میر کا کچھ حصہ اپنے خال اصغر حضرت مولانا محمد صادق علیہ الرحمہ سے، میبذی، ملا حسن اور حمد اللہ حضرت مولانا چراغ دین سے اور صدرا جز ولا یتجزی تک حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول صاحب سے پڑھیں۔ بقیہ تمام علوم و فنون صرف، نحو، منطق، فلسفہ، مناظرہ، کلام، ہندسہ، ہیئات، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، اصولِ حدیث، تفسیر، اصولِ تفسیر، کتب اخلاق و تصوف اور کتب طب وغیرہ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ سے حاصل کئے۔

تکمیل درسِ نظامی و ختم بخاری

مئی ۱۹۴۵ء میں جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ میں فرید پور سے بصیر پور حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ نقل مکانی کے لئے جس دن نماز ظہر کے بعد روانگی تھی اسی دن نماز فجر کے بعد حضرت قبلہ فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ بخاری شریف یہیں ختم ہو تا کہ فرید پور میں بھی دوران تدریس بخاری شریف کا ایک ختم تو کہہ سکیں۔ یہ سب سے پہلا دورہ حدیث تھا اور پڑھنے والے حضرت مولانا ابوالنور محمد صدیق بابا جی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا ابوالبقاء محمد حبیب اللہ نوری، حضرت مولانا عبدالحق علیہم الرحمہ، حضرت مولانا فضل حق نوری اطال اللہ بقاءہ اور حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ پانچ

ہم سبق تھے۔ صدر العلماء نے عرض کیا بہت مشکل ہے۔ ابھی چالیس ورق باقی ہیں۔ حضرت قبلہ فقیہ اعظم نے فرمایا میرا کہا مانو تو ختم ہو جائے گی۔ عرض کیا جس طرح حکم ہو آپ گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے اور فرمایا بخاری شریف لاؤ' پڑھنے والے حاضر ہوئے تو صدر العلماء کی طرف نظر التفات فرما کر کہا بس تم پڑھو اس وقت گھڑی تو تھی نہیں تاہم محتاط اندازے کے مطابق صرف تین گھنٹے میں اصح المطابع کی مطبوعہ بخاری شریف کے اسی صفحات پڑھ کر ختم بخاری کی دعا کی گئی۔ بالتبع معروض کہ حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی مبارکہ میں جب آخری دورہ حدیث شریف پڑھایا تو صدر العلماء کے فرزند اصغر محمد اکرم کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ سب سے پہلا دورہ صدر صاحب کو پڑھایا تھا اور اب تو پڑھ رہا ہے۔ بعد میں اس ارشاد کی حکمت سمجھ آئی کہ صدر العلماء سے شروع ہونے والا دورہ حدیث تمام خوش قسمت افراد کو مستفیض کرتے ہوئے صدر العلماء کے فرزند اصغر تک پہنچ کر اپنے عروج انتہائی کو پہنچا۔

حضرت صدر العلماء اور حضرت فقیہ اعظم کا آپس میں دوطرفہ ایسا رشتہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے پھوپھی زاد اور ماموں زاد بھائی تھے۔ پھر حضرت صدر العلماء کی ہمشیرہ کا عقد حضرت فقیہ اعظم سے اور حضرت فقیہ اعظم کی ہمشیرہ کا عقد حضرت صدر العلماء سے ہوا۔

پسماندگان

حضرت صدر العلماء کے پسماندگان میں چار لڑکے اور چار لڑکیاں بقید حیات ہیں۔ خلف اکبر مفتی محمد اجمل نوری قادری اشرفی داماد و خلیفہ حضرت فقیہ اعظم ۲ - مولوی محمد احسن نوری ایم اے عربی و اسلامیات و فاضل درس نظامی اے ٹی ٹیچر ۳- مولوی محمد اعظم نوری ریٹائرڈ فوجی ۴- مولوی محمد اکرم نوری قادری ایم اے عربی و اسلامیات و فاضل درس نظامی اے ٹی ٹیچر۔

عملی زندگی

حضرت صدر العلماء کی عملی زندگی میں نماز با جماعت' پابندی شریعت' خدمت دین

متین' فنافی رضاء الشیخ' عزت شیخ کے لئے بطور ڈھال بن کر وقت گزارنا' اہم امور تھے۔ زندگی بھر سورۂ یٰسین شریف کو ورد زبان اور حرز جان بنائے رکھا۔ فقیہ اعظم مارکیٹ سب دوکانوں کی جگہ حضرت صدر العلماء کی خصوصی کوششوں کا نتیجہ ہے اور وہ سب آمدنی آپ کی طرف سے صدقہء جاریہ ہے۔ اس جگہ کے حصول کے لئے نہایت سنگین مخالفتوں کے باوجود دن رات کوشش کی۔ بعض اوقات مخالفین نے راستے میں کلہاڑیوں یا بندوقوں والے بھی بٹھائے مگر بعد میں مخالفوں نے کہا کہ ہمیں صدر العلماء کے قدموں کی آہٹ اور پڑھنے کی آواز سنائی دیتی مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے۔ آپ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے بلا جھجک جاتے آتے رہے۔ ان سخت خطرے کے ایام میں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے بسا اوقات فرمایا کہ صدر صاحب آپ نے یہ دشمنی کیسی بنالی۔ ''مجھے تیری ضرورت ہے دوکانوں کی ضرورت نہیں۔'' آپ نے دارالعلوم کی خاطر ہر خطرہ کی پرواہ کئے بغیر کوشش جاری رکھی۔ آج وہ جگہ نہایت قیمتی مستقل مدرسہ کی جائیداد ہے۔

تدریسی دور اور استغراق مطالعہ

حضرت صدر العلماء نے ۱۹۴۵ء سے ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور اٹھارہ اٹھارہ اسباق تک بھی پڑھاتے رہے۔ مطالعہ میں بڑی استغراقی کیفیت ہوتی۔ بسا اوقات محترمہ اماں جی (ام اجمل) تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر دیکھتیں کہ حضرت صدر العلماء مطالعہ میں مصروف ہیں۔ عرض کرتیں کہ آپ نے شاید لیٹ کر ہی نہ دیکھا اتنے میں اذان صبح شروع ہو جاتی فرماتے کہ اب نماز پڑھ کر لیٹنا ہی ہے۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کے کلمات پر توجہ ہوتی کہ یہ اذان عشاء نہیں اذان فجر ہے۔

زیارت بابشارت

آپ کی جوانی کے ایام میں ایک رات عالم رویا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عین پیچھے اقتداء میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں دودھ کا پیالہ نظر آیا۔ نماز کے بعد وہ پیالہ صدر العلماء کو عطا کیا اور فرمایا نوش کرلو۔ یہ تمہارے لئے ہے۔ بس وہ پیالہ پیتے ہی محسوس ہوا کہ علوم و

معارف کے سمندر نوش کر لئے ہیں۔ عجیب شرح صدر حاصل ہوا' اور زندگی بھر ساقی کوثر کے عطا فرمائے ہوئے جام کے بعد پیاس غالب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ مرض الموت کے ایام میں ایک حکیم حاذق تمام علامات پر خوب غور کرنے کے بعد پیاس کے بارے دریافت کرتے جب پیاس کا نہ ہونا معلوم ہوا تو محو حیرت ہوئے کہ ان علامات کے ساتھ پیاس کا ہونا لازمی ہے۔ بالآخر حضرت صدر العلماء کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ سرکار کے کرم سے مجھے پیاس کبھی غالب نہیں ہوئی۔

عشق رسول اور حاضریٔ مدینہ

حضرت صدر العلماء کے باطن میں عشق رسول کی چنگاری روشن تھی۔ دیارِ محبوب سے ہر آنے والا یادِ محبوب میں بے چین کر دیتا۔ حالات و کیفیات سے واقف آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کو مسجد نبوی شریف میں حاضری کے وقت فرمایا کہ محمد نور اللہ اب آؤ تو ...... لیکر آنا بیدار ہونے پر خیال غالب ہوا کہ شاید مولوی محمد اکبر (ساہیوال) کے متعلق ارشاد ہوا ہے تو اگلی دفعہ انہیں حاضری پر ساتھ لے گئے۔ اس حاضری میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ تجھے کہا تھا اسے ساتھ لے کر آنا عرض کیا حضور حسب ارشاد ساتھ لایا ہوں۔ فرمایا نہیں لایا۔ طلب وضاحت پر ارشاد فرمایا بڑے استاذ محمد باقر کو ساتھ لے کر آنا۔ چنانچہ اگلی دفعہ حج و زیارت کے لئے حضرت فقیہ اعظم ساتھ لے کر گئے۔ روح اللہ درجاتہم و جزاھم خیرا آمین۔

مستفیضین و تلامذہ

یوں تو دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کی تاریخ میں ماسوائے چند افراد کے تمام علماء و فضلاء نے پہلے حضرت صدر العلماء سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پھر تکمیل فیض حضرت قبلہ عالم فقیہ اعظم سے کی۔ تاہم بعض مشہور علماء و فضلاء خطباء' حکماء شعراء و اساتذہ جنہیں حضرت صدر العلماء سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ درج ذیل ہیں۔ مولانا ابوالفیض علی محمد صاحب نوری علیہ الرحمہ بانی جامعہ فیض العلوم وہاڑی' حضرت مولانا ابوالانعام محمد رمضان صاحب محقق النوری علیہ الرحمہ بانی دارالعلوم قادریہ نعیمیہ حویلی لکھا' حضرت مولانا

ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری علیہ الرحمہ فرزند جلیل حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ' حضرت مولانا الحاج علامہ زید احمد صاحب نوری علیہ الرحمہ شیخ فاضل' حضرت مولانا الحاج غلام حسین صاحب نوری علیہ الرحمہ ساہیوال' حضرت صاحبزادہ مولانا محمد محبّ اللہ صاحب نوری جانشین فقیہ اعظم علیہ الرحمہ' مفتی محمد اجمل نوری قادری خلف اکبر حضرت صدر العلماء' ان تمام حضرات مذکورہ بالا کو حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں خطیب پاکستان حضرت مولانا ابوالبیان محمد شریف صاحب نوری قصوری علیہ الرحمہ' حضرت مولانا ابوالرضا محمد عبدالعزیز نوری مہتمم دارالعلوم غوثیہ حویلی لکھا' حضرت پیر طریقت مولانا الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب بانی و مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال' حضرت امام الصرف مولانا علامہ ابوالاسد محمد ہاشم علی صاحب نوری' مولانا الحاج پروفیسر حافظ منظور حسین نوری بصیر پوری دامت برکاتہم۔

رابطہء شیخ

حضرت صدر العلماء ان سابقین اولین میں سرفہرست ہیں جنہیں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کے خصوصی تعلقات میں سے وافر حصہ ملا۔ شرف بیعت کے بعد یکدر گیر محکم گیر کا عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ اپنے والد گرامی حضرت مولانا قاری محمد سلطان قادری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ایک منظوم میں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ سے خصوصی رابطہ اور حالات مستقبلہ کے اشارات کے دوران مقطع میں یہ تحریر کیا ''ہو ضیا تم سے جدا واجبا واجبا''

قلمی یادگاریں

حضرت صدر العلماء نے فتویٰ نویسی کے علاوہ بھی بہت سی قلمی یادیں چھوڑیں جن میں حضرت فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کی بے مثال علمی تحقیق فیئ الزوال کی عربی شرح' تیسیر المقال فیئ الزوال' القول علی القول' صرف ضیائی فارسی' میلاد نمبر' قدرت کا کرشمہ' عورت کی امارت اور مودودی کا چیلنج۔ حقیقت دی گل منظوم' نئی حقیقت دی گل منظوم' تذکرہ جلیلہ' پاک جنگ' درس محرم' قانون پاکستان' توحید باری تعالیٰ اور بیسیوں علمی ادبی مضامین

مفیدہ پر مشتمل رسائل تحریر فرمائے۔ پنجابی، اردو، فارسی اور عربی میں نظم و نثر میں مہارت کامل تھی۔

مرض الموت

۱۹۴۵ء سے تادم زیست رونق بزم نوریاں بن کر صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے اور ایام مرض الموت میں بھی طلباء کرام کو گھر پردہ کرا کر بلا لیتے اور لیٹ کر بھی اسباق پڑھاتے۔ اپنے برادر عزیز مولانا محمد رمضان محقق نوری علیہ الرحمہ کی آخری بیماری کے ایام میں صدر العلماء بھی مرض الموت سے ہمکنار ہوئے اور نہایت صبر و تحمل سے وقت گذرتا گیا۔ وصال سے تین دن قبل اپنے فرزند اکبر مفتی محمد اجمل قادری و فرزند اصغر مولوی محمد اکرم نوری قادری اور ان کی والدہ مکرمہ اطال اللہ بقاءھا تینوں کو خصوصی خوشنودی اور رضامندی کی خبر سنا کر متعدد نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں۔

وصال

لیلۃ الوصال شام سے ہی کافی خوش نظر آتے تھے۔ تہجد کے بعد فرمایا کتنا وقت ہے عرض کی گئی کہ اذان فجر ہونے والی ہے۔ اچانک کمرہ میں ایک عجیب نورانی چمک محسوس ہوئی۔ حضرت صدر العلماء مسکرائے بلند آواز سے ''وعلیکم السلام'' کہا پھر کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے آواز نرم ہوتی گئی اور اذان فجر سے چند منٹ قبل دار فانی سے راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ لیلۃ الخمیس وصال فرمایا اور اسی دن بروز جمعرات بصیر پور کے مرکزی قبرستان میں حضرت خواجہ محمد اکبر علیہ الرحمہ کے جنوبی سمت میں مدفون ہوئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون.

میرے برادر مکرم و مرشد کریم منبع جود و عطا حضرت قبلہ الحاج ابوالافضل مفتی محمد اجمل صاحب قادری اشرفی دامت فیوضہم نے والد بزرگوار حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے موقع پر بعض تاریخیں نکالی تھیں ان میں سے کچھ تواریخ درج ذیل ہیں۔

ولادت پر نشان ذٰلک الفوز العظیم (۱۹۲۵ء) فریاد یوم وصال آہ عظیم الشانا

(۱۴۰۹ھ)- تاسف یوم وصال آہ اثانی ضیا (۱۴۰۹ھ) یاد راہنمائی یوم وصال اے خضر راہم والدمن (۱۹۸۸ء) - یاد ماضی یوم وصال اے نشانِ عظمت دین مبیں (۱۹۸۸ء) بعد از دفن ہاتف غیبی ایھا المغفورلہ (۱۴۰۹ھ)- شان قبر قبور صالحاں بیشک بہشت است (۱۹۸۸ء) غم آخر کے بارے جواب بالبشارت بلی ان المتقین فی جنت وعیون (۱۴۰۹ھ) رفعت شان والذین اوتوالعلم درجت (۱۹۸۸ء) عمر بحساب شمسی بلال (۶۳) عمر بحساب قمری اجلال (۶۵)- عمر بحساب شمسی دور حساب شمسی عمرش بلال آمد (۱۴۰۹ھ) در ضمن مصرعہ کہ مجموعہ دال برسن وصال قمری است۔

عمر بہ حساب قمری در ضمن مجموع مصرعہ کہ دالی برسن وصال شمسی است اجلال قمریش خواں روز فراق زاید (۱۹۸۸ء) دیسی بکری سن وصال صدرالصدور جید اعظم الشانی (۲۰۴۵ب) نعم الثواب وحسنت مرتفقا (۲۰۴۵ب)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوٹ : ۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر الحاج ابوالافضل مفتی محمد اجمل قادری اشرفی کے غیر مطبوعہ ''نورالفتاویٰ'' سے سلسلہء اقتباسات۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ کہ سفر کی حالت میں تخفیف نماز کا تعلق فقط فرائض سے ہے یا موکدہ سنتیں بھی معاف ہیں۔ بعض لوگ دورانِ سفر موکدہ سنتیں بھی چھوڑنے کے عادی ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ان کا پڑھنا ضروری ہے یا ترک

بینوا وتوجروا

السائل

حافظ معاذ احمد

280 گلشن اقبال ٹاؤن عارف والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم اجعل لی النور والصواب

وماخلقت الجن والانس الالیعبدون. رب العالمین جل جلالہ نے فرمایا کہ میں نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے نیز فرمایا یا ایھاالناس اعبدوا ربکم یعنی اے انسانو اپنے رب کی عبادت کرو نیز فرمایا یا ایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوربکم وافعلواالخیر لعلکم تفلحون اے ایماندارو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیکی بھلائی کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ نیز فرمایا واسجدو اقترب یعنی سجدہ کر اور قرب خدا حاصل کر۔ حدیث پاک میں سجدہ کی فضیلت بایں کلمات مروی ہے ارشاد فرمایا اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد یعنی بندہ اپنے رب تعالیٰ کے قریب ہونے کی حالتوں میں سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں بڑا سکون ملتا تھا۔ ارشاد فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز ایماندار کے لئے معراج ہے کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ باقی عبادتوں کی طرح نماز بھی فرض اور غیر فرض کی طرف منقسم ہے اور وتر اگرچہ اعتقادی فرض تو نہیں مگر عملی فرض ہوتے ہیں۔ نماز عید کا وجوب شہر میں مقیم لوگوں کے لئے ہے اور نماز وتر بھی مذہب مہذب میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق واجب ہے۔ پانچ وقت کی فرض نمازیں تمام عاقل بالغ مسلمانوں پر فرض ہیں۔ نماز جمعہ بھی معتبر فتویٰ کی بنا پر صرف قصبہ وشہر میں مقیم لوگوں پر اپنی بقیہ شرائط کے ساتھ فرض ہے فرض و واجب کے علاوہ تمام نمازیں تہجد کی نماز ہو یا اشراق و چاشت کی، نماز زوال ہو یا نماز اوابین، تحیۃ الوضو ہو یا تحیۃ المسجد۔ نماز تراویح ہو یا نماز حاجت، نماز تسبیح ہو یا نماز سنت موکدہ وغیر موکدہ سب

نوافل ہیں داخل ہیں اور حضرات فقہائے کرام ان کو باب النوافل میں ذکر فرماتے ہیں اور یہ تمام نوافل مکملات فرائض ہیں یعنی ادائے فرائض کے دوران اگر آداب وغیرہ میں خلل کی وجہ سے نقص آ گیا تو وہ نقص ان نوافل کی برکت سے دور کر دیا جائے گا چنانچہ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم یقول ان اول مایحاسب بہ العبد یوم القیٰمتہ من عملہ صلوٰتہ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے کے اعمال سے قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب ہوگا۔ اسی حدیث پاک میں آگے فرمایا فان انتقص من فریضتہ شئی قال الرب تبارک وتعالیٰ انظر واھل لعبدی من تطوع فیکمل بھا ما انتقص من عملہ یعنی اگر اس کے فرض سے کچھ نقص ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا نظر کرو کیا میرے بندے کی نفل عبادات ہیں تو ان کے ساتھ اس کے ناقص عمل کی تکمیل کی جائے گی۔ نماز فرض کا ادا کرنا اتنا ضروری ہے کہ مردوں کو بلاعذر جماعت کا ترک کرنا بھی ممنوع ہے اور مطلقاً نماز کا قضا کرنا اگرچہ ایک ہی نماز ہو بلا عذر شرعی حرام اور سخت حرام ہے اور نماز تطوع و نوافل اگرچہ شرعاً لازم تو نہیں مگر قرب خدا کا بہترین وسیلہ ہے چنانچہ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ والی حدیث قدسی نوافل کی فضیلت اور ان پر مداومت کے لئے خوب رہنمائی فرماتی ہے اور احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل یعنی عمل خیر اگرچہ زیادہ نہ بھی ہو مگر دوام والا ہو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے۔ یہ حدیث بھی دوام عمل کا درس دیتی ہے۔ ان احادیث مبارکہ میں استمرار و دوام کو حالت حضر و اقامت کے ساتھ مقید و خاص نہیں فرمایا گیا لہٰذا اپنے عموم و اطلاق کی بنا پر سفر و حضر ہر حالت کو یہ حکم و فضیلت حاوی ہے البتہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ فرائض کے تو اوقات مقررہ اور کتابا موقوتا میں مبینہ ہیں اور نوافل کے اوقات لازمہ معینہ نہیں تاہم بعض اوقات ممنوعہ مکروہہ ہیں چنانچہ طلوع و غروب اور استواء شمس کے علاوہ طلوع فجر و اشراق کے درمیان دو رکعت سنت فجر کے علاوہ نوافل ممنوع ہیں اسی طرح ادائے عصر کے بعد غروب تک بھی نوافل

منع ہیں جس حدیث میں عصر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رکعت نماز کا ذکر ہے وہ صرف پیارے آقا روحی فداہ کی خصوصیات سے ہے جس طرح صوم وصال بھی آپ کی خصوصیات سے ہے چنانچہ جمع الفوائد ج ۱ ص ۱۹۵ میں حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں مروی ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بعد العصر وینھیٰ عنھا ویواصل وینھیٰ عن الوصال یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھ لیتے تھے حالانکہ ان سے منع فرماتے تھے اور صوم وصال رکھتے حالانکہ وصال سے منع فرماتے تھے۔

نفلی نمازوں میں اہم ترین۔وہ بارہ رکعات بھی ہیں جن کو سنن رواتب یا سنت موکدہ کہا جاتا ہے جن کی فضیلت و تاکید متعدد احادیث مبارکہ میں مروی ہے چنانچہ مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور یونہی ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حبیبۃ حبیب اللہ صدیقہ بنت الصدیق ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بالخصوص اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بالعموم یہ تاکید و فضیلت مروی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کلمات میں من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعتہ من السنتہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجتہ یعنی جو بارہ رکعات سنت پر ہمیشگی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں لاتدعوا رکعتی الفجر وان طردتکم الخیل یعنی صبح کی دو سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔ ابوالشیخ اور دیلمی نے ابوہریرہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان اس طرح نقل کیا ان طالبتک الخیل ھاربا فلا تترکن رکعتی الفجر یعنی تجھے (شکست خوردہ) بھاگتے ہوئے گھوڑے بھی پہنچنا چاہیں تو صبح کی سنتیں پھر بھی نہ چھوڑنا اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع قولی حدیث یوں روایت کی لاتدعوا الرکعتین اللتین قبل صلوٰۃ الفجر یعنی نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں نہ چھوڑو۔ ان احادیث مبارکہ سے سنت فجر کی صرف فضیلت و تاکید ہی نہیں بلکہ ان کا ترک کرنا منع فرمایا گیا

ہے بلکہ ''وان طردتکم الخیل'' اور ''ان طالبتک الخیل هاربا'' سے حالت سفر بلکہ سفر میں افراتفری کے عالم میں بھی تاکیداً سمجھ آرہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کو ترک نہ کرنا چاہئے۔

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ہے۔ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن عبد مسلم یصلی للہ کل یوم ثنتی عشرۃ رکعتہ تطوعا غیر فریضتہ الابنی اللہ لہ بیتاً فی الجنتہ یعنی جو کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز بارہ رکعات فرض کے علاوہ زائد نفلی عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ کلمہ من اور یونہی مامن عبد مسلم کا عموم مقیم و مسافر سب کو شامل ہے اور کل یوم کا عموم واستغراق اور مثابرت یعنی ملازمت و مداومت سفر و اقامت کی ہر حالت کو شامل ہو ، بلا فصل حضر و سفر ادائیگی سے ہی متحقق و ثابت ہے' یونہی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی دوسری مروی مرفوع قول حدیث میں ارشاد عالی ہے مامن عبد مسلم توضا فا حسن الوضو ثم صلی اللہ فی کل یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعتہ تطوعا غیر فریضتہ الابنی اللہ لہ بیتا فی الجنتہ یعنی کوئی بھی بندۂ مسلم اچھی طرح وضو کرے پھر ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ رکعات نفل ادا کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ اس میں بھی مامن عبد مسلم کا عموم و استغراق تمام مقیم و مسافر ہر مسلمان کو شامل ہے اور فی کل یوم ولیلتہ بھی سفر و اقامت کے تمام شب و روز کو حاوی ہے۔ یہ بارہ مؤکدہ رکعات جن کی فضیلت احادیث مذکورہ میں بیان ہوئی ان بارہ رکعات سنت موکدہ کی تفصیل بھی ان احادیث مبارکہ میں ہے چنانچہ ترمذی کے کلمات میں فرمان عالی شان اس طرح ہے اربعاً قبل الظهر ورکعتین بعدها ورکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل صلوٰۃ الفجر یعنی چار رکعات فرض ظہر سے پہلے اور دو رکعات فرض ظہر کے بعد اور دو رکعات فرض مغرب کے بعد اور دو رکعات فرض عشاء کے بعد اور دو رکعات نماز فجر سے پہلے۔ تو یہ بارہ رکعات سنت موکدہ ہیں۔ قرآن پاک میں پ ۲۶ ع ۱۷ میں فرمایا وسبح بحمد

ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحه وادبار السجود یعنی طلوع شمس سے قبل اور غروب سے قبل اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتا رہے اور رات سے اس کی تسبیح پڑھ کر اور سجدوں کے بعد اسی طرح پ ۲۷ ع ۴ میں فرمایا ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم یعنی رات میں اس کی تسبیح بیان کر اور ستاروں کے پیٹھ پھیرے۔ ان آیات کی تفاسیر میں مغرب اور فجر کی سنتیں مراد لی گئی ہیں چنانچہ تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۹۲ میں ہے۔ قال عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب غیرهما ادبار السجود الرکعتان بعد المغرب وادبار النجوم الرکعتان قبل صلوٰۃ الفجر وهی روایته عن ابن عباس و یروی مرفوعا عن عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت لم یکن النبی صلی اللہ علیه وسلم علی شئی من النوافل اشد تعاهدا منه علی رکعتی الفجر یعنی ادبار النجوم سے مراد نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں ہیں جبکہ ستارے پیٹھ پھیرتے ہیں یعنی صبح کی روشنی کی وجہ سے غائب ہوتے ہیں۔ یہ قول اکثر مفسرین کا ہے جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھا کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا دلالت کرتا ہے فرمایا ادبار النجوم دو رکعت سنت فجر اور ادبار السجود دو رکعتیں بعد مغرب ہیں۔ اور حضرت عائشہ سے مرفوعاً مروی ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سب سے زیادہ صبح کی سنتوں پر پابندی فرماتے تھے۔ بخاری' مسلم اور ابوداؤد طیالسی کی روایات میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ظہر کی پہلی چار اور صبح کی دو سنتوں پر دوام یوں مروی ہے۔ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لایدع اربعاقبل الظهر ورکعتین قبل صلوٰۃ الفجر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ پھر امت کو بھی بالخصوص صبح کی سنتوں کے چھوڑنے سے خوب روکا چنانچہ امام احمد' ابوداؤد اور طحاوی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان یوں روایت کیا۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا تدعوا رکعتی الفجر وان طردتکم الخیل یعنی صبح کی سنتیں نہ چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

سفر حج میں عرفات و مزدلفہ کے مبارک مقامات میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا جاتا ہے اور ان مقامات میں درمیانی نوافل وسنن ادا نہ کرنے کی صراحت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ باقی سنن قبلیہ و بعدیہ ان مواقع میں بھی نہ چھوڑے گئے ہوں گے اور علاوہ ازیں باقی اسفار میں بھی سنتوں کا ترک مروج ومعمول نہ تھا ورنہ ظہر وعصر کے درمیان عرفات میں اور مغرب وعشاء کے درمیان مزدلفہ میں نماز نہ پڑھنے کی صراحت کا کیا معنی اور کیا ضرورت؟ چنانچہ ابوداؤد نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ سے روایت کی۔ **ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظهر والعصر باذان واحد بعرفته ولم یسبح بینهما واقامتین وصلی المغرب والعشاء بجمع باذان واحد واقامتین ولم لیسبح بینهما** یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر وعصر پڑھی اوران کے درمیان نفلی نماز نہ پڑھی (اس سے صرف ظہر کے بعد والی سنتوں کے نہ پڑھنے کی تخصیص واضح ہے) اور جمع (مزدلفہ) میں مغرب وعشاء ایک اذان اور دو تکبیروں سے پڑھیں اور ان کے درمیان نفلی نماز نہ پڑھی (اس میں صرف نماز مغرب کے بعد والی سنتوں اور نفلوں کے چھوڑنے کی تخصیص نمایاں ہے) اس حدیث سے ظہر کی پہلی سنتوں اور نماز عشاء کے بعد والی سنتوں کے ترک نہ کرنے کی صورت عیاں ہے ورنہ **لم یسبح بینهما** کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ستہ نے روایت کی جس میں مزدلفہ میں جمع کے ذکر میں درمیانی سنتیں نہ پڑھنا مذکور ہے۔ لہٰذا باقی سنتوں کو بلاوجہ سفر میں بھی نہ چھوڑنا چاہیے اور باقی اسفار میں بھی بلاوجہ سنتوں کو چھوڑنا اچھا نہیں۔

پھر سفر میں صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں کو چار کی بجائے دو فرض یعنی قصر کرنا ہے باقی فجر ومغرب کے فرض اور سنن ونوافل اقامت کی طرح ہی ادا کیے جائیں۔

اور کوئی تکلیف یا عذر کی وجہ سے سفر ہو یا اقامت اگر نوافل نہ پڑھے گئے تو معافی ہو جاتی ہے لہٰذا سفر واقامت میں سنن ونوافل کا ایک طرح ہی حکم ہے۔ بعض لوگوں کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ایک فرمان باعث اشکال بن کر موجب

ترک سنن واقع ہوا وہ فرمان اس طرح ہے فرمایا **لو کنت مسبحا اتممت صلوتی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان لایزید فی السفر علی رکعتین وابابکر وعمر وعثمان کذلک** یعنی اگر میں نوافل پڑھنے والا ہوتا تو اپنی نماز پوری کرتا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا آپ سفر میں دو رکعتوں پر زیادہ نہ کرتے تھے اور میں ابوبکر وعمر وعثمان کے ساتھ بھی اسی طرح ہم صحبت رہا۔ حالانکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے۔ **قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظهر فی السفر رکعتین وبعد ها رکعتین** یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نماز ظہر دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ سے ہی ایک اور روایت میں ہے **صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحضر والسفر فصلیت معه فی الحضر الظهر اربعا وبعد ها رکعتین وصلیت معه فی السفر الظهر رکعتین وبعدها رکعتین والعصر رکعتین ولم یصل بعدها شیاً و المغرب فی الحضر والسفر سواء ثلث رکعات ولاینقص فی حضر والا سفر وهی وتر النهار وبعدها رکعتین** یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضر وسفر میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر چار رکعات پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں اور میں نے آپ کے ساتھ سفر میں ظہر دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں اور عصر دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی اور مغرب حضر اور سفر میں برابر تین رکعتیں اور ان میں حضر یا سفر میں کوئی کمی نہ کی جاتی اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو رکعتیں۔ یہ دونوں حدیثیں بظاہر متعارض ہیں مگر ان میں تعارض اور تساقط کی طرف توجہ کی بجائے دونوں حدیثوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ جس موقع پر آپ نے سنتیں نہ پڑھیں اور جیسے موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا سنتیں وغیرہ نہ پڑھنا بیان ہوا وہ سفر میں دقت وکلفت یا سبب عجلت سے ہو اور جس حدیث میں سفر وحضر میں سنتوں کا پڑھنا بیان ہوا یہ اس موقع سے متعلق ہے جہاں

کوئی مجبوری ضروری نہ ہو اور نوافل وسنن وقت ضرورت سفر وحضر میں لائق تخفیف بن سکتے ہیں لہٰذا حدیث سابق کا وجہ اشتباہ ہونا کمزور ہوا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور روایت بھی ترک سنت کے لئے سمجھی گئی جس میں ہے **صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم اره یسبح فی السفر** یعنی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو میں نے آپ کو سفر میں نوافل پڑھتے نہ دیکھا۔ مگر اس حدیث میں عدم رویت کا ذکر ہے اور عدم رویت سے عدم وجدان ثابت ہے۔ عدم وجود ثابت نہیں ہوتا اور نوافل وسنن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضر میں عام معمول یہ تھا کہ گھر میں ادا فرماتے اور اس کی افضلیت بھی بیان فرمائی تو کیا بعید ہے کہ حالت سفر میں بھی اپنے کجاوے میں پڑھے ہوں اور ابن عمر نہ دیکھ سکے ہوں لہٰذا اس حدیث سے بھی ترک سنن پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ جبکہ خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شرح معانی الآثار میں مرفوع فعلی حدیث اس طرح مروی ہے۔ **قال وصلی فی السفر الظهر رکعتین وصلی بعدها رکعتین وصلی العصر رکعتین ولیس بعدها شئی وصلی المغرب ثلثا وبعدها رکعتین وصلی العشاء رکعتین وبعد ها رکعتین** یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ظہر دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور عصر دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں اور مغرب تین رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور عشاء دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ اگر حدیث سابق میں عدم رویت کا ذکر ہے تو اس حدیث میں حالت سفر میں وجود سنن کا واضح ذکر ہے، پھر خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنا عمل ابوداؤد نے عطا سے اس طرح روایت کیا۔ **کان ابن عمر اذا صلی الجمعته بمکته تقدم فصلی رکعتین ثم یتقدم فیصلی اربعا واذا کان بالمدینته صلی الجمعته ثم رجع الی بیته فصلی رکعتین الحدیث** یعنی حضرت ابن عمر جب مکہ میں نماز جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعتیں پڑھتے اور جب مدینہ شریف میں ہوتے نماز جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے گھر میں جاتے اور دو

رکعتیں پڑھتے تو خود آپ سے بھی سفر میں سنتوں کا پڑھنا مروی ہوا۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی مختلف حدیثوں کا عقدہ حل کرنے کی کوشش اس طرح کی۔ **روی عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یتطوع فی السفر قبل الصلوٰة ولا بعدها وروی عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه کان یتطوع فی السفر ثم اختلف اهل العلم بعد النبی صلی اللہ علیه وسلم فرای بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم ان یتطوع الرجل فی السفر وبه یقول احمد واسحاق ولم یرطائفة من اهل العلم ان یصلی قبلها ولا بعدها ومعنی من لم یتطوع فی السفر قبول الرخصته ومن تطوع فله فی ذلک فضل کثیر وهو قول اکثر اهل العلم یختارون التطوع فی السفر۔**

یعنی ابن عمر سے یہ مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد نوافل نہ پڑھتے تھے اور ابن عمر سے ہی یہ بھی مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نوافل پڑھتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہل علم نے اختلاف کیا تو بعض صحابہ نے یہ کہا کہ آدمی سفر میں نوافل پڑھے اور امام احمد واسحاق اسی کے قائل ہیں اور اہل علم سے ایک گروہ نے نماز سے پہلے یا بعد نوافل کو نہ کہا ترمذی فرماتے ہیں کہ جو سفر میں تطوع نہیں کرتے وہ رخصت قبول کررہے ہیں اور جو تطوع کرتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں تو اس میں ان کے لئے فضل کثیر ہے اور یہ اکثر اہل علم کا قول ہے وہ سفر میں نوافل کو اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے علمائے احناف نے مختلف روایات میں تطبیق یوں فرمائی کہ اضطرار وخوف کے عذر سے ترک اور باقی حالات میں سنن کی ادائیگی ہو چنانچہ مبسوط ج اص ۲۴۸ میں امام اجل شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمہ نے فرمایا **وتاویل هذا عندنا فی حالته الخوف علی وجه لایمکنه المکث فی موضعالاداء السنن** یعنی جس روایت میں سفر میں سنن ونوافل نہ پڑھنے کا ذکر ہے اس کی تاویل ہمارے نزدیک یہ کہ نہ پڑھنا خوف کی ایسی حالت میں ہے کہ کسی جگہ ادائے سنن کے لئے نہ ٹھہرا جاسکے۔ بہرحال ثابت ہوا کہ

بلاوجہ سفر میں سنتوں کو ترک نہ کرنا چاہئے پھر سفر میں نماز ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں کو چار کے بجائے دو رکعت یعنی قصر کرنا ضروری ہے اور باقی نماز فجر نماز مغرب اور علاوہ ازیں سنن و نوافل حالت اقامت کی طرح ہی حالت سفر میں بھی ہیں اور نفلوں اور سنتوں میں قصر بھی نہیں چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب مبسوط سرخی ج ۱ ص ۲۴۸ میں ہے۔ **والسنن والتطوعات لایدخلھا القصر بسبب السفر لان القصر فی الصلوٰۃ بسبب السفر توقیف لم یعرف بالرای** یعنی سنن و نوافل میں سفر کی وجہ سے قصر کا دخل نہیں ہے کیونکہ نماز میں سفر کے سبب قصر کا حکم توفیق ہے جو رائے سے نہیں پہچانا جا سکتا۔ لہٰذا جس طرح اقامت میں نوافل و سنن موکدہ و غیر موکدہ کا حکم ہے اسی طرح حالت سفر میں بھی وہی حکم ہے۔ بلاوجہ اقامت میں سنتوں کا چھوڑنا درست نہیں اور نہ ہی سفر میں بلاوجہ سنتوں کو چھوڑا جائے۔ اس مسئلہ مذکورہ کا تاریخی نام ''ادب السنن فی السفر کالسنن فی الحضر'' (۱۹۹۹ء) ہے۔ اللہ تعالیٰ سنن اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم طٰہٰ ولیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

قلمی یادگار از حضرت صدر العلماء (علیہ الرحمۃ)

معارف القرآن

(اشارات و لطائف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من ایٰتنا انہٗ ھو السمیع العلیم.

تفسیر اس آیت کریمہ کی تو پھر کسی قسط کی قسمت میں ہوگی۔ اس وقت اس آیت کریمہ کے کچھ اشارات و لطائف پڑھ کر ذوق حاصل کیجئے۔ حضور پرنور سید الانبیاء مالک ارض و سماء حبیب ذی الکبریاء علیہ وعلی الہ وصحبہ التحیتہ والثناء کے اس مخصوص معراج کا بیان اللہ رب العالمین جل جلالہ نے سبحان سے شروع فرمایا گویا لفظ (س) سیر (ب) براق (ح) مسجد حرام (ا) مسجد اقصیٰ (ن) نہایت کا پتہ دیتا ہے۔ کہ یہ سیر براق پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی کیونکہ زمین پر وہ سیر مسجد اقصیٰ تک ہی تھی۔ یا یوں سمجھئے کہ لفظ سبحٰن (س) سید الانبیاء (ب) بعد مکانی (ح) حاضر اور (ن) ناظر کے طرف مشیر ہے یعنی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عرش کی بلندیوں پر پہنچ کر بھی زمین پر حاضر و ناظر یا یوں کہیے (س) کے اوپر حرکت ضمہ سے اشارہ ہوا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی پرواز سیر میں عالم علوی کو عالم سفلی کے ساتھ ملا دیا اور آپکی پرواز تمام حرکات سے اوپر گزر گئی۔ یعنی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سیر فرما کر عالم بالا کے مشاہدات جدیدہ کو اپنے معلومات قدیمہ کیساتھ

صنم کرلیا۔(ب) پرسکون ہے یعنی اتنا سفر بعید براق پر پرسکون ہوا اس میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔(ح) پر فتح ہے۔ (ا) ساکن ہے یعنی مسجد حرام سے زمینی سفر کا افتتاح ہوا اور مسجد اقصیٰ پر جار کا اور(ن) اس الف اقصیٰ سے آگے ہے اور دلالت کرتا ہے کہ اس سیر کی نہایت یہ مسجد اقصیٰ ہی نہیں بلکہ کہیں آگے ہے نون پر نصب ہے جو دلالت کرتی ہے کہ دنیا کی عقل دنگ ہوگئی تخیلات کے پر تھک گئے مگر اس سیر کی نہایت کو کوئی بھی نہ پا سکا۔

سبحان کا لفظ الذی کی طرف مضاف ہے گویا اشارہ ہے کہ یہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کی خاص عطا ہے۔ الذی اسم موصول مبہم ہے یعنی جب تک صلہ (کوئی جملہ) اسکا پورا تعارف نہیں کراتا اسکی معرفت کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔ یہاں الذی سے ذات حق سبحانہ مراد ہے اور اسکی معرفت کا حصول اسکے عبد خاص سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رابطہ و واسطہ سے ہے اور اس سیر معراج سے اللہ رب العالمین جل جلالہ کی قدرت اور زیادہ آشکارا ہوئی۔ پھر اس سیر کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے نہ تو اپنا نام صراحۃً ذکر فرمایا اور نہ ہی اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لیے کہ یہ محبوب و محبّ کی خاص ملاقات کا بیان ہے۔ جو محرم راز ہیں اور جانتے ہیں کہ اس زبردست قدرت کا ملہ والا فقط خالق تعالیٰ ہی ہے اور اسکی یہ خاص ملاقات اسکے عبد خاص محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ خاصہ ہے۔ وہ فوراً جان جائیں گے اور مان جائینگے اور دوسروں کو سوچ اور فکر کا موقعہ دیا گیا ہے جنکے نصیب ہدایت ہوگی وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں گے لعذ کامیاب ہو جائیں گے اور جو محروم ازلی و محجوب ابدی ہونگے ان سے حجاب ہی اولیٰ ہے۔ کیونکہ

اخیار سے شہکار چھپائے نہیں جاتے   اغیار کو اسرار بتائے نہیں جاتے ہیں

اسراء کا معنی ہے رات کو سیر کرانا اور لیلاً اسکی تاکید ہے جس سے معلوم ہوا کہ یقیناً رات کو ہی یہ سیر ہوئی تھی ۔ حالانکہ یہ سیر (جس طرح آگے آتا ہے) خاص نشانیاں دکھانے کیلئے تھی اور دیکھنا دن کے ساتھ ہی اچھی طرح ہوسکتا ہے۔ مگر اس میں یہ بتانا مقصود تھا کہ میرے حبیب کو ان سب روشنی کے ساز و سامان سے بے نیازی ہے۔ سب

کچھ اسی حبیب سے ہی مستنیر ہے۔ بعبدہ کی (باء) مصاجت میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی معیت و مصاجت میں (جو اسکے لائق شان ہے) اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خاص سیر کرائی اور اس معنی کی صحت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے پاک اللھم انت الصاحب فی السفر سے واضح ہے۔(عبد) حرف اول (ع) کے اوپر حرکت ہے اور (د) آخر کے نیچے جو باء مصاحت کا اثر حرف دال پر نمایاں ہے یعنی وہ معیت و مصاجت عالم بالا میں عین عیاں اور روایت و معانیہ کے وقت تو تھی ہی اس سفر کے آخر عالم دنیا میں پہنچ کر بھی وہی معیت و مصاجت باقی رہی۔

(عبد) مضاف ہے اور (ہ) ضمیر متصل ہے گویا عبد اپنے معبود کی طرف مائل اور معبود اپنے کرم سے اس عبد خاص کی طرف مائل ہے۔ اسم کا تام ہونا کبھی تنوین سے ہوتا ہے کبھی ''ال'' سے اور کبھی مضاف الیہ کے ساتھ۔ عبدہ میں عبد کا تام ہونا مضاف الیہ کے ساتھ ہے اور مضاف الیہ سے یہاں مراد اللہ تعالیٰ ہے یعنی تمام کمالات ظاہریہ و باطنیہ میں آپ کا استکمال اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

از- مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری علیہ الرحمۃ

لیلۃ اسراء

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھ عیدیں ہیں فدا جس پہ وہ ہے آج کی شب
آج کی شب ہے شہ دین کی معراج کی شب

فلک حقہ باز اپنے نیلے تھیلے سے ہمیشہ گوری، کالی، سیاہ اور سفید تصویریں نکالا کرتا ہے۔ ان کو لیل ونہار، شب و روز، رات دن کہا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ کا دلربا نظارہ دنیا کو اپنا معتون کئے ہوئے ہیں لیکن کبھی کبھی جشن وعشرت کی راتیں عیش وطرب کے دن اپنی نرالی سج دھج کے ساتھ چشم تمنا کو محو حیرت بنا دیا کرتے ہیں۔ زمانے کے ادوار میں ایسے روز و شب کی بھی کمی نہیں ہے۔ بے شمار راتیں ہیں جو عیش وطرب کے سجیلے ساز وسامان سے جگمگا رہی ہیں۔ بہت سے دن ہیں جو فرح وسرور کے متاع وسرمایہ پر نازاں ہیں لیکن جس طرح آفتاب کا عالم افروزِ جمال کواکب کے دعاوی حسن کی زبان درازیوں کو خاموش کر دیتا ہے اور جس طرح جلوۂ صباحت یوسفی مصر کے مغرورانِ زیبائی اور دلربایانِ نخوت شعار و سرمستانِ خودنمائی کو شرمندہ کر دیتا ہے اور جس طرح عربی طلعت و ملاحت کے حضور کنعانی صباحت کو سر نیاز خم کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی کائنات کے سلسلہ لیل ونہار کی تمام زیب و زینت والے اوقات حبیب ومحبوب کی شب وصال یعنی لیلۃ المعراج کے حضور سربگریبان ہیں۔ عہد نبوت کے حق نما وقائع اور شاندار معجزات بفضل تعالیٰ اس قدر کثیر ہیں کہ مجلدات کبار بھی ان کو حاوی نہیں ہو سکتے اور بڑے بڑے دفتروں میں ان کا احصا متعذر نظر آتا ہے لیکن بعض وقائع اپنے ساتھ کچھ ایسی دلآویز تجلیاں رکھتے ہیں کہ ضبط کتابت سے پہلے ہی ان کے صدق وحقانیت کے نقوش صفحاتِ قلوب میں زینت بخش ہو جاتے ہیں!

انہیں میں سے وہ واقعہ عظیمہ ہے کہ اگر دنیا اس تمام مجموعہ لیل ونہار کی ورق گردانی کرے تو بھی اس کو تمام مجموعہ میں ایک ایسا موقع ہاتھ نہ آئے گا جو شب اسراء کے نقشہ رنگین کا مقابل ہو سکے۔ رجب المرجب کی ستائیسویں شب محبوب رب العالمین خواب ناز میں ؎

مست از مئے شبینہ مہ من ز خواب ناز
باآفتاب دست و گریباں برآمدہ

ملائکہ کا رسول سدرۃ المنتہیٰ کا مسند نشین فرشتوں کا سردار حضرت جبرائیل امین خدمتِ اقدس میں براق لے کر حاضر ہے۔ سلطانِ دارین کی بارگاہ میں خالق کونین کا پیامی حسن ادب کے ساتھ پیامِ دعوت عرض کرتا ہے۔ مژدۂ معراج سناتا ہے۔ حضرت کلیم اللہ نے کوہِ طور پر حاضر ہو کر دیدار کی آرزو کی تھی تو بھی لن ترانی جواب ملا تھا۔ سید الانبیاء آرام میں ہیں۔ اس وقت وصال کا مژدۂ روح افزا پہنچایا جاتا ہے۔ نرگس حق میں سرمۂ خواب سے مکمل یقیں نیند کا عالم تھا۔ آنکھ کھلی تھی کسی سے لگی تھی جس سے دل لگا تھا اس سے لگی تھی!

رسولِ امین نے بیدار کیا آنکھ کھلی تو حق کی طرف کھلی ان آنکھوں کے قربان لگیں تو حق سے لگیں اور کھلیں تو حق کی طرف کھلیں۔ حبیب مکرم نے عالم بالا کا عزم کیا۔ جنت سے طلائی مرصع طشت اور آبِ تسنیم حاضر کیا گیا۔ قلب مبارک کو اس طشت میں غسل دیا گیا اور نور وسکینہ سے لبریز کر کے سینہ پاک میں محفوظ کیا گیا! اللہ اللہ کیا اہتمام ہیں! حضور براق برق رفتار پر جلوہ گر ہوئے مقربین ملائکہ نے رکابیں تھامیں معصومین کی جماعت ہالہ کی طرح اس ماہِ منیر کے گرد وپیش چلی شہنشاہِ کونین سواری پر رونق افروز ہیں۔ فرشتوں کا پاک گروہ خدمت میں ہے۔ سواری کی سرعتِ سیر کا یہ عالم کہ جہاں تک نظر جاتی ہے۔ وہ ایک قدم میں طے ہوتا ہے مکہ مکرمہ سے چل کر آن کی آن میں بیت المقدس پہنچے جہاں مدتوں کے آرزومندانِ دیدار (حضرات انبیاء ومرسلین

علیہما السلام) چشم وا کئے منتظر تھے۔ براق اس حلقہ میں باندھا گیا جس میں انبیاء علیہم السلام کی سواریاں باندھی جاتی تھیں۔ اب حضور امام ہوئے اور تمام کشور کشایانِ نبوت نے مقتدی ہو کر حضور کے ساتھ نماز پڑھی۔ (اے زہے نصیب) عجیب منظر ہے۔ سید الانبیاء امام ہیں اور سارے انبیاء مقتدی آخر الانبیاء اوّل الانبیاء ہے اور اوّلین آخرین ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر چکے تھے

حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ حضور نے ملائکہ کی بھی امامت فرمائی۔

دونوں حدیثوں کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور نے جماعت ملائکہ اور انبیاء دونوں کی امامت فرمائی جب نماز ہو چکی تو ملائکہ نے حضرت جبرائیل سے حضور کی نسبت دریافت کیا۔ حضرت جبرائیل امین نے فرمایا یہ ہیں محمد الرسول اللہ خاتم النبیین انہوں نے دریافت کیا کہ تم ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا: ہاں! انہوں نے ثناء و تعظیم اور تحیت و دعا کے کلمات عرض کئے پھر انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے رب کی ثناء کی!

یہاں حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ' حضرت داؤد' حضرت سلیمان علیہم السلام بھی حاضر تھے۔ حضور نے فرمایا آپ سب حضرات نے اپنے رب کی ثناء فرمائی اب میں اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں!

مجمع انبیاء ملائکہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم الشان خطبہ

اس خدا کی تعریف جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر تمام جہان کے لوگوں کے لئے بشیر و نذیر رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرمان نازل کیا۔ جس میں ہر شے کا بیان واضح ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر کیا اور میری امت کو امت وسطی بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی اوّل ہیں اور وہی آخر اور میرے لئے میرا شرح صدر فرمایا اور مجھ سے میرا بوجھ اتارا اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھ کو فاتح و عالم بنایا! سبحان اللہ کیا عجیب وقت ہوگا کیا سماں ہوگا کیا لطف ہوگا کیا کیف ہوگا کیا حال ہوگا جس

وقت انبیاء و ملائکہ کا کثیر مجمع بیت المقدس میں ہو اور حضرات انبیاء و مرسلین نے اس مبارک مجمع اور اس مقدس مقام میں حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء میں اپنی حق بیان زبانیں کھولی ہوں اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے اپنی شان کے لائق نفیس و جلیل خطبے ارشاد کئے ہوں! ان سب کے بعد ان سب کے سید و سرور نور مجسم روحِ مصور شافع محشر ساقیء کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ملائکہ مقربین اور حضرات انبیاء و مرسلین کے پر عزت و تمکین مجمع میں یہ خطبہء جلیلہ ارشاد فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے احسان و کرم اور خصائص و کمالات کا اظہار فرمایا ہوگا وہ لطف اندازہ سے باہر ہے اگر کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو اس سے کہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انبیاء میں جو سب سے افضل ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بے ساختہ پکار اُٹھے بھذا فضلکم محمد کہ اے گروہ انبیاء و مرسلین اور اے ملائکہ مقربین ان خصائص و کمالات کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے مجمع انبیاء میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا یہ آوازہ ان کے کس فرحت وطرف کس بہجت و انبساط کس سرور و جوش محبت کا پتا دیتا ہے اور اس مجمع میں حضور پرنور کی فضیلت و شہادت کیسی شاندار شہادت ہے۔

اہل کمال کے مجمع میں کمال کا دعویٰ ہو اور وہ سب گردنیں جھکا دیں اور ان کا سردار اعتراف کی زبان سے فضل و شرف کی شہادت دے۔ سبحان اللہ العظیم یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ جبرائیل امین نے ملائکہ کو حضور کا تعارف کرایا۔ اس میں حضور کے وصف خاتم النبیین کا ذکر کیا اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خطبہء مبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے مخصوص احسانات و انعامات کا ذکر فرمایا تو اس میں ان نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ حضور انور کو تمام عالم کے لئے رحمت بنانا کافۃ الناس کے لئے حضور کو بشیر و نذیر رسول کرنا آپ پر ایسا فرمان نازل فرمانا جو ہر شے کا بیان واضح ہو آپ کی امت کو بہترین امت اور امت وسطی بنانا اور انہیں اوّل آخر کرنا آپ کا شرح صدر آپ سے وضع وزر یعنی بار اُٹھا لینا آپ کا ذکر بلند کرنا آپ کا فاتح عالم ہونا یہ آپ کے مخصوص

اوصاف وکمالات اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ احسانات ہیں جن سے حضور نے مجمع انبیاء وملائکہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء فرمائی اور انبیاء نے تسلیم فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کمالات کو حضور کی افضلیت کی دلیل ٹھہرایا!

مسلمان تو ان کمالات پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور آقا صاحبِ کمالات پر جانیں فدا کرتے ہیں لیکن وہ بدنصیب ہیں جن کا دل ان کمالات سے پھنکتا ہے اور طرح طرح حیلے بہانے نکال کر روسیاہ اور گمراہ ہوتے ہیں۔ گمراہ فرقوں کو ختم نبوت میں بھی کلام ہے۔ ان کے معنی بدلنے کے درپے ہیں اور بعض تو حضور کے کسی وصف کو دیکھ نہیں سکتے۔ حضور کی رفعت ذکر انہیں شاق ہے رحمۃ اللعالمین ہونا ناگوار ہے۔ شرح صدر کے ثمرات اور قرآن کے تبیان بکل شئی ہونے میں انہیں عذر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے!

حضور مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے جبرائیل امین شہد اور شراب کے جام وساغر لے کر حاضر ہوئے حضور نے دودھ کو قبول فرمایا۔ جبرائیل نے عرض کیا اصبت الفطرۃ آپ نے فطرت کو پالیا ہے پھر آسمان کی طرف چلے جبرائیل نے دروازہ کھلوایا دربانوں نے دریافت کیا تم کون ہو کہا جبرائیل ہوں کہا ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دریافت کیا تم ان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ جبرائیل نے اثبات میں جواب دیا۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے مرحبا خوش آمدید عرض کرکے دعائیں دیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے یہ وقت کیسے سرور وشادمانی کا وقت تھا کہ جس کا نام نامی نفخ روح کے وقت قوائم عرش پر نام الٰہی کے ساتھ پڑھا تھا جس کے وسیلے سے دعا کرکے کامیابی حاصل کی تھی۔ آج اس گلائم بہار کیدیار فیض آثار سے آنکھیں منور ہوئیں۔ اس وقت آپ کے دل مبارک ولولے اور محبت پدری کا جوش بیان میں نہیں آسکتا۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی طرح دروازہ کھلوایا گیا وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام دیدار کی تمنائیں لئے حاضر تھے۔ خوش آمدید کہا اور دعاؤں میں مشغول ہو گئے کہ نیاز مندوں کا وظیفہ

ہے۔ اپنے آقاؤں کے لئے مصروفِ دعا رہنا اسی طرح تیسرے آسمان پر صاحب حسن وجمال حضرت یوسف علیہ السلام آرزومند جمال تھے۔ دیکھتے ہی خوش آمدید و مرحبا کہہ کر مشغولِ دعا ہو گئے پھر چوتھے اور پانچویں آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت ہارون علیہم السلام موجود تھے پھر سرکار آسمانِ ششم پر جلوہ افروز ہوئے۔ یہاں سطوت وشوکت کے بادشاہ قہر وجبروت کے فرمانروا حضرت موسیٰ علیہ السلام شوقِ زیارت میں منتظر تھے۔ آداب وتعظیم کے ساتھ تحیت وتسلیم کے بعد وظیفہء دعا بجا لائے آسمان ہفتم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جس پر اسرار الٰہی کے رنگارنگ انوار چھائے ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وحی فرمایا۔ محبوب ومحب کے درمیان راز کی باتیں ہوئیں۔ ہر شب وروز میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ واپسی پر موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ کی امت پر کیا فرض ہوا۔ حضور نے فرمایا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اپنے رب کی طرف رجوع کرکے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکا ہوں۔ حضور نے رجوع کیا اور تخفیف کی درخواست کی۔ پانچ معاف کی گئیں واپس ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا۔ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی، رجوع کرکے تخفیف کا سوال کریں جونہی آتے اور رجوع فرما کر عرضِ تخفیف فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب وروز میں یہ پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہوئیں اور جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے گا تو بے کئے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور جو بدی کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے کچھ نہ لکھا جائے گا اور بدی صادر ہونے پر ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔ واپسی پر موسیٰ علیہ السلام نے مزید تخفیف کروانے کے لئے درخواست کی مگر سرکار نے یہ فرما کر کہ ''میں نے اپنے رب کی طرف اتنی مرتبہ رجوع کیا کہ اب مجھے شرم آتی ہے۔'' عذر کر دیا۔

قلت وقت متقاضیء اختصار ہے

اقتباس از مقدمہء معارج النبوت

دُعا

من بندہ شرمسارم تو رحم کن رحیما
در فسق بے شمارم تو رحم کن رحیما
اندر سرائے فانی کردم گناہ تو دانی
در ماندہ را بخوانی تو رحم کن رحیما

واذا سئالک عبادی عنّی فانّی قریب اجیب دعوۃ الدّاع اذا دعانِ فلستجیبوا لی والیؤمنوا بی لعلھم یرشدون٥ (ترجمہ) اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی۔ جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

پیر ہرات قدس سرہ کہتے ہیں: اے اللہ! جب حال تیرے علم میں ہے تو ہمارا دانائی کا کیا مقام ہے۔ ہر کام تو تیری قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے تو پھر ہماری طاقت کی کیا حثیت ہے۔ ہمارا ہر معاملہ تیری ہی رضا پر ہے۔ پھر ہماری رضا کیا معنی رکھتی ہے۔ یہ ساری چیزیں تو تیرے حسن عمل کے ساتھ طے ہونا ہیں تو اپنی عنایت کی نظر فرما' ہم تو راستہ میں تھک کر چور ہو گئے ہیں۔ نجات کے دروازے ہمارے لئے کھول دے کہ ہم بے آسرا ہو گئے ہیں تو اپنے شفاخانے سے احسان کا شربت عنایت فرما کیونکہ ہم بیمار ہیں۔ شرابِ شوق سے ایک جام عنایت فرما کہ ہم خمار کے گرفتار ہیں۔ ہماری زبان کو غلط

اور نقصان دہ الفاظ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے دلوں سے ہماری برائیوں کو دور رکھ۔ وہ حضوری عنایت فرما جو دل و جان کی مراد کا سبب ہے۔ اے اللہ اُس پیراہن کی برکت سے جس نے تیرے دو نیک بندوں کو آتش اور فرقت سے نجات دلائی۔ ہم فقیروں کو بھی ایمان کے پیراہن کی عزت کے صدقے عذاب کی سوزش اور حجاب کی فرقت سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ! عاشقانِ ربانی کے باطنی انوار کے طفیل جنہوں نے زندگی کے بال و پر کو شمع جمال کی شعاعوں کی نذر کر دیا ہے۔ ہمیں اشیاء کے حقائق سے آگاہ فرما۔

قصہء شمع از دل پروانہ پرس	بوئے گل از بلبل دیوانہ پرس
عندلیب مست داند قدر گل	چغد را از گوشہء و یرانہ پرس
زاہد انرا از غازو روزہ گوئے	عاشقاں را از درِ مے خانہ پرس

ترجمہ: شمع کا معاملہ پروانے کے دل سے دریافت کر۔ پھول کی خوشبو دیوانی بلبل سے دریافت کر۔

مست بلبل پھول کی قدر جانتی ہے۔ الو سے ویرانے کی طرفیں دریافت کر

زاہدوں کو نماز و روزہ کے بارے کہہ۔ عاشقوں کیلئے میخانہ کے دروازہ کی بات دریافت کر

اے اللہ! ہمیں ایسا دل عطا فرما جو تیرے کمال کو معلوم کر لے۔ ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے جمال کی توفیق رکھتی ہوں۔ جو انعامات تو نے ہمیں عطا فرمائے ہیں ہماری گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے ہم سے واپس نہ لے۔

کہتے ہیں کہ نوشیرواں نے اپنے کتے کو اطلس کا لباس پہنا دیا۔ جب اس کتے کو شکار گاہ میں چھوڑا گیا تو اس نے سستی کی۔ ایک اور کتا آگے بڑھا اور شکار کو دبوچنے میں کامیاب ہو گیا۔ کتے کے رکھوالوں نے کہا کہ کتے سے اطلس کا لباس اتار کر اُس کتے کو پہنانا چاہئے۔ جس نے شکار کو پکڑا ہے۔

نوشیرواں نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا کہ کتے کو ریشمی لباس پہنا کر اس سے اتارلوں۔

اے میرے کریم! ایک کافر نے اپنے کتے کو جو لباس عطا فرمایا تھا وہ اس بات پر بھی اس سے نہیں اتارا کہ اس سے تقصیر ہوئی تھی۔ تو کریموں کا کریم ہے تو نے اپنی خلعت عرفان اور لباسِ ایمان ہمیں عطا کیا ہے۔ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں اس لباس سے محروم نہ فرما۔

غیبت دروغ گفتم غافل بے بخفتم - توبہ بے شکستم تو رحم کن رحیما

ایک دن حاتم طائی نے دعوت پکائی۔ عرب کے بڑے بڑے رؤسا اور اغنیاء مدعو تھے۔ ایک نیم عریاں فقیر بھی اس مجلس میں آ گیا۔ حاتم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تمام مہمانوں سے اعلیٰ جگہ پر بٹھایا۔ سب نے اعتراض کیا کہ حاتم! تم کیا کر رہے ہو؟ حاتم نے کہا تم سب لوگوں کو تو تمہاری عز و شان نے اعلیٰ مقام پر بٹھایا ہے مگر اس عریاں فقیر کو میری سخاوت اور بخشش اس مقام پر بٹھا رہی ہے۔

اے اللہ! حاتم تیرا بندہ تھا اس کی سخاوت نے پسند نہ کیا کہ ایک نیم برہنہ اُس کے دروازے سے بھوکا پیاسا واپس چلا جائے بلکہ اربابِ کرم سے بھی اعلیٰ جگہ پر بٹھایا۔ جب قیامت کے دن جن معززین کو اپنے سایہ جود و کرم میں مہمان بنا کر فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ کا مقام بخشے گا ہم بے نوایان حشر کو ان کی محبت اور دیدار سے محروم نہ کرنا۔

یا رب بحق مرداں گورم فراخ کرداں - از فضل تا قیامت تو رحم کن رحیما

اے اللہ! ان دنیائے مجازی کے سخیوں کی یہ عادت ہے کہ فقیروں پر نظر عنایت رکھتے ہیں اور جن پر ان کی نظر عنایت ہو جاتی ہے انہیں امراء سے آگے بٹھاتے ہیں۔ پیر ہرات قدس سرہٗ اپنی ایک مناجات میں کہتے ہیں۔ اے اللہ! اپنے فقیروں کو تو کہتا ہے جس نگاہ سے امراء کو دیکھا جائے اسی نگاہ سے فقیروں کو بھی دیکھا جائے۔ اے اللہ! ہم پر اُن نگاہوں سے شفقت فرما جن سے اپنے مطیعوں کو دیکھتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو تین قیدیں ہوئی تھیں۔ ایک کنویں کی قید، ایک زلیخا کی قید، اور بادشاہ مصر کی قید۔ تیری مہربانی نے یوسف علیہ السلام کو ان تینوں قیدوں میں نظر

انداز نہیں فرمایا۔ کنویں کی قید میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تسلی دی۔ زلیخا کی قید میں عصمت نے سہارا دیا۔ بادشاہ کی قید میں آپ کو مملکت مل گئی۔

اے اللہ! ہم بے چاروں کے مقدر میں بھی تین قیدیں ہیں۔ ۱-شکم مادر ۲-حبس گہوارہ اور ۳-حبس قبر۔ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے تو تیرے دربار سے ہمیں حسین صورت عطا ہوئی۔ گہوارہ کی قید میں تھے تو تیری جناب سے ہمیں غذا اور تربیت ملی۔ اب اگر قبر کی قید میں تیری رحمت و بخشش سے ہمیں "فَرُوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ" کی آسائش و راحت نصیب ہو تو تیرے کمالِ کرم سے بعید نہیں۔

اے اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ سے پانچ التجائیں کیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو انہوں نے عزیز کہا۔ "یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ" ۲-اپنی پریشانی کا حال سنایا اور عرض کیا "مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ" (ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو تکلیف پہنچی ہے)۔ ۳-اپنی متاع کو حقیر تصور کرنے لگے۔ "وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ" (اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں) ۴-اپنی حاجت بیان کی "فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ" (تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے) ۵-صدقہ طلب کیا "وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا" (اور ہم پر صدقہ کیجئے)

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے بھی بھائیوں کے سامنے پانچ چیزوں کا اظہار ہوا۔ ۱-انہیں یہ کہہ کر جتلایا۔ "کیا تم جانتے ہو جو تم نے یوسف سے معاملہ کیا۔" ۲-"اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ" کہہ کر ان کی نادانی کا اظہار فرمایا۔ ۳-پھر انہیں معاف فرما دیا۔ ۴-ان کے لئے مغفرت طلب کی۔ ۵-ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا۔

اے اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ یوسف تم جو بھی تھے ہم نے تیری تعریف کی، ہم جو کچھ بھی تھے تیرے سامنے حاضر ہو گئے۔ ہمارے پاس جو کچھ بھی تھا تیرے پاس لے آئے۔ جو ضرورت تھی بیان کی اور طلب کرنے لگے۔ ہماری طرف نہ دیکھ کر ہم کیا ہیں بلکہ اپنے کرم پر نگاہ کر۔

اے ہمارے رب! ہم ہر حالت میں تیری ثنا کرتے ہیں۔ ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے حاضر ہیں، جیسے بھی ہیں ہم تیرے ہیں۔ ہمارے اچھے برے اعمال

خلط ملط ہیں' ہمارے پاس جو کچھ بھی تھا تیرے حضور لے آئے ہیں اور جو کچھ نہیں تھا تیری سرکار سے مانگ رہے ہیں۔ فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمِ۔

عمرم گذشت باطل کردم گناہ حاصل   برایں فقیر غافل تو رحم کن رحیما

بھائیوں نے حضرت یوسف کو کہا' ہمارے پاس جو سامان ہے اُسے کوئی بھی خریدنے کیلئے تیار نہیں لیکن تم اسے قبول کرلو۔ حضرت یوسف نے کہا' کیا میں ان سب سے کم تر ہوں؟ وہ کہنے لگے۔ نہیں' تو ان سب سے سخی ہے۔ سخی ہی ہر قسم کا مال قبول کرتے ہیں۔

پھر کہنے لگے' ہم اپنے ناقص مال کے بدلے زیادہ قیمت لینا چاہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا' عجب لوگ ہو۔ ناقص مال کی قیمت زیادہ طلب کرتے ہو۔ کہنے لگے' ہاں! آپ غنی ہیں ہم فقیر۔ آپ محتشم ہیں اور ہم حقیر ...... آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کی عادتِ کریمانہ نے ان کی تمام مرادوں کو پورا کردیا۔

اے اللہ! تو کریم ہے۔ ہمارے پاس ناقص مال ہے اور تیری کریمی کا یہ اعلان ہے "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کی جانیں جنت کے عوض خرید لی ہیں" لیکن اے مالک! ہم گستاخ اور گنہگار اپنے حصے سے زیادہ اس لئے طلب کرتے ہیں کہ تو کریم ہے بلکہ "اکرم الاکرمین" ہے۔

من بندۂ حقیر تو سلطانِ محتشم   گر در غم تو زار بمیرم تراچہ غم
ہر کس کہ بدرگاہِ تو آید بہ نیاز   محروم ز درگاہِ تو کے گردد باز

(ترجمہ) میں حقیر بندہ ہوں تو دبدبہ اور بزرگی والا بادشاہ ہے' اگر تیرے غم میں ذلیل وخوار مرجاؤں تجھے کیا غم ہے۔

جو کوئی تیری بارگاہ میں نیازمندی سے آئے - تیری بارگاہ سے محروم کب لوٹے گا

حکایت: ایک دن ایک غلام کو منڈی میں فروخت کرنے کے لئے لایا گیا۔ ایک گاہک جو خریدنے کے لئے آگے بڑھا۔ لیکن جب غور سے دیکھا تو غلام یک چشم گل تھا' ایک

ہاتھ شل تھا۔ پاؤں سے عاجز اور قد میں ٹھگنا تھا۔ اس قدر عیبی غلام کو دیکھا تو گاہک نے اس کی زبان کے بارے میں سوال کیا کہ درست ہے یا گنگ ہے۔ مالک نے بتایا کہ اس کے بدن کا ہر عضو عیبی اور ناقص ہے مگر زبان سے فصاحت و بلاغت ٹپکتی ہے۔ گاہک نے غلام سے بات کی تو اس کی زبان سے کوثر وتسنیم کی نہریں پھوٹنے لگیں۔ گاہک نے کہا اس ناقص اور بیمار غلام کو اس کی فصاحت و بلاغت کے پیش نظر خرید رہا ہوں۔"

اے اللہ! جب تیری ارادت کے دلال ہمارے اعمال کی تحقیق وتفتیش کریں گے اور تیری جناب میں عرض کریں گے' اے اللہ! تیرا یہ بندہ آنکھ سے بھینگا' ہاتھ سے لنجا' جام اور پیالہ پکڑنے سے قاصر ہے۔ گناہوں سے پاؤں بوجھل اور شل ہیں' ہزاروں عیوب وعصیاں کے باوجود اپنی زبان پر تیری توحید کے نغمات اور دل میں تیری محبت کا جذبہ رکھتا ہے۔ اے اللہ! تجھے اپنی عزت کی قسم' اُس وقت ہمیں گناہوں کی وجہ سے ٹھکرا نہ دینا۔ صرف توحید و جذبہء عشق کی وجہ سے قبول کرلینا اور اپنی رحمت کے دامن میں جگہ عطا فرمانا۔

یا رب گنہگارم پر عیب وشرمسارم   جز تو کسے ندارم تو رحم کن رحیما

حکایت: ایک بادشاہ نہایت عادل تھا لیکن اس کا وزیر بے حد ظالم و بے رحم تھا اور رعایا کو بہت تنگ کرتا تھا۔ عوام ہمیشہ اس کی شکایات بادشاہ کے حضور پیش کرتے۔ ایک دن بادشاہ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ یہ وزیر لیاقت کے اعتبار سے وزارت کے قابل نہیں لیکن اس کی ایک بات مجھے پسند ہے جس کی وجہ سے میں اسے معزول نہیں کرتا۔

بادشاہ نے اپنے خاص الخاص آدمی کو بتایا کہ میری ابتدائی حکومت کے دور میں مجھے ایک ایسا سیاسی سانحہ پیش آیا کہ میں عراق سے بھاگ کر شام کی سرحدوں کے اندر جا پہنچا۔ وہاں ایک سبزی فروش کی دُکان تھی۔ کبھی کبھار میں دل بہلانے کے لئے وہاں جا بیٹھتا۔ ایک دن سبزی فروش نے مجھے غمزدہ دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ میں نے اپنے حالات کی ناسازگاری کے تمام مراحل اس کے سامنے بیان کردیئے۔ غریب الوطنی' عزیزوں کی جدائی وغیرہ۔ اس نے پوچھا اب وطن عزیز کو واپس جانے میں کونسی چیز مانع ہے۔ میں

نے بتایا اگر میرے پاس تیز رفتار گھوڑا اور اسلحہ ہوتا تو شاید میں وطن واپس پہنچ جاتا۔

دوسرے دن میں نے دیکھا سبزی فروش نے اپنی دُکان فروخت کردی اور ساری دولت میرے حوالے کر کے کہنے لگا۔ اس سے گھوڑا اور اسلحہ خرید لو اور وطن واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ میں اپنے وطن واپس لوٹا اور مسند حکومت پر متمکن ہوا۔ اللہ کی مہربانی سے ایک بڑی سلطنت کا مالک بن گیا۔ میرے دل میں اپنے اس محسن کی یاد آئی۔ میں نے اس کے متعلق معلوم کیا تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ میرے سامنے اس کی شکل وصورت پھرتی رہتی ایک دن میرا موجود وزیرِاعظم مجھے ملا تو اس کی صورت ہو بہو اس سے ملتی جلتی دکھائی دی۔ اس کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے مجھے اس سے محبت ہوگئی۔ میں نے قلمدانِ وزارت اِسے دے دیا۔ جب تک زندہ ہوں اس سے وزارت نہیں چھین سکتا۔

اے ارحم الراحمین! ایک مجازی بادشاہ اپنے دوست کے ہم شکل انسان کو وزارت کا عہدہ دے کر واپس لینے کو تیار نہیں۔ ہم فقیر تیرے ہی بندے ہیں۔ اگرچہ اپنی سیاہ کاری اور بداعمالی کی وجہ سے کسی لائق نہیں تاہم تیرے انبیاء' اولیاء اور محبوبوں کی شکل لئے پھرتے ہیں۔ ہمارے گناہ نہ دیکھ بلکہ اپنی رحمت سے مسند جنت پر بٹھا دے اور اپنی زیارت سے مشرف فرما۔ آمین یا رب العالمین!

حکایت: - حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان پہنچے۔ دفنانے کے بعد فارغ ہو کر اسی قبرستان کے ایک گوشے میں بیٹھ کر مراقبہ فرمانے لگے۔ اسی دوران اُس زمانہ کے فاسق و فاجر شخص (فرزدق) نے آپ کی اس کیفیت کو دیکھا تو اپنی حالت پر رونے لگا۔ حضرت نے اُسے بلایا اور دریافت کیا تو وہ کہنے لگا۔ اے امام المسلمین! میں اس لئے رو رہا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھ کر کہتے ہیں' یہ کس قدر بداطوار آدمی ہے۔ آپ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ کس قدر نیک سیرت انسان ہیں۔ اے امام! اگر یہی معاملہ اللہ کے حضور ہوا جیسا مخلوق کے سامنے ہے تو میرا کیا حشر ہوگا۔

حضرت نے فرمایا: تیرے پاس کوئی ایسا عمل ہے جس کی روشنی میں نجات کی امید کی جاسکے۔ عرض کرنے لگا یا حضر! تین چیزیں ہیں۔ ۱- اسلام پر ہی بوڑھا ہوا ہوں۔

۲- ستر سال سے توحید پر قائم ہوں۔ ۳- اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ فرزدق جب فوت ہوا تو حضرت امام نے اُسے خواب میں دیکھا وہ جنت کے باغات میں ٹہل رہا ہے۔ پوچھا کہ کیسے بخشش ہوئی تو اس نے عرض کیا۔ یا حضرت! میرے سفید بال اور ستر سالہ توحید پر قائم رہنے کی وجہ سے خدا نے مجھے بخش دیا۔

چو عود نبود چوب بید آوردم   با نامہ سیاہ موئے سفید آوردم
گفتی چہ وسیلہ است دست آویزت   بر رحمت عام تو' امید آوردم

ترجمہ: - جب اگر نہ ملے تو بید کی لکڑی میں لے آیا ہوں - سیاہ اعمال نامہ کے ساتھ سفید بال لایا ہوں۔

اس نے کہا تیری دستاویز کیا وسیلہ ہے- تیری عام رحمت پر امید لایا ہوں۔

حکایت: - ایک بزرگ اپنی زندگی کے آخریں لحات تک پہنچے تو ان کے مریدین ان کے بستر کے پاس جمع ہو کر کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے لگے۔ بزرگ نے کہا۔ میں تو کلمہ نہیں پڑھوں گا۔ سب مرید رونے لگے' کیا معاملہ ہے۔ اس بزرگ نے آنکھیں کھولیں تو مریدین کو روتے پایا۔ حیران رہ گئے۔ پوچھا تو انہوں نے بتایا: حضرت! ہم آپ کو بار بار کلمہ کی تلقین کر رہے تھے مگر آپ ہر بار انکار کرتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ معاذ اللہ شاید میں نے تمہارے سامنے انکار کیا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ مجھ پر ضعف اور کمزوری وارد ہوگئی تھی۔ پیاس کی شدت نے جاں بلب کر دیا تھا۔ میں نے دیکھا شیطان میرے سرہانے پانی کا پیالہ لئے چھلکا رہا ہے۔ کہنے لگا' تم پانی پینا چاہتے ہو تو کہو ''دنیا میں کوئی معبود نہیں''۔ میں تو اس کی بات کا انکار کر رہا تھا۔ ہر طرف سے آ کر اس نے یہی کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر اُس نے کہا۔ اچھا یہی کہہ دو کہ دنیا میں تین خدا ہیں۔ میں نے کہا ایسے ہرگز نہیں کہوں گا۔ غصہ میں آ کر اُس نے پیالہ زمین پر دے مارا اور بھاگ گیا۔ وہ روئے سخن ابلیس کی طرف تھا۔ اب گواہ رہنا' میں مومن ہوں اور ایمان کی دولت سے جا رہا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

دروقتِ نزع جانم گویا بکن زبانم تا کلمہ را بخوانم تو رحم کن رحیما

حکایت : - جس دن حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ سے باہر لایا گیا' ایک مرصع تاج پہنایا گیا' سنہری قمربند باندھا گیا' عماری (کجاوے) میں بٹھا دیا گیا۔ تمام حاجب و اعیان' امراء' وزراء سواری کے گرد جمع ہوگئے۔ مصر کی ساری مخلوق آپ کے نظارۂ جمال کے لئے ٹوٹ پڑی۔ بادشاہ وقت بھی اپنے محل پر بیٹھا آپ کی آمد کا منتظر تھا اور لحہ بہ لحہ آپ کی تشریف آوری پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

جب اُسے دور سے حضرت یوسف علیہ السلام کا ہودج دکھائی دیا تو بے خود ہوگیا' شاہِ عشق نے عنانِ صبر کو چھین لیا۔ بامِ محل سے اتر کر دوڑتا ہوا حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری کے سامنے آکر مبارکباد پیش کرنے لگا۔ اگرچہ یہ ساری باتیں اس کے مرتبہ و مقام کے خلاف تھیں ...... مگر شاہِ عشق نے یہ سب کچھ کرایا۔ اے اللہ ! ایک دن ایسا آنے والا ہے جب ہمیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح دنیا کے قید خانے سے (اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِن '' دنیا ایماندار کے لئے قید خانہ ہے) باہر لایا جائے گا۔ عصر آخرت کی طرف بلایا جائے گا۔ تیرے دربار کے فرشتے بلند مقامات پر نظارے کے لئے صف آراستہ ہوں گے۔ اے مولیٰ ! اُس دن ہمیں اپنی محبت و رحمت سے ایمان کے مرصع تاج سے سرفراز فرمانا۔ اپنی اطاعت کا پٹکا عطا فرمانا۔ اپنی مغفرت کی سواری دنیا اور جنت کے دارالسلطنت کی طرف ہمارا جلوس لے جانا۔ بخت و کرامت کا تخت عطا فرمانا۔ اپنے جمال و وصال کے مشاہدہ سے مستفیض فرمانا۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ عَاقِبَۃَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ
اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

تحریر: صاحبزادہ ضیاء المصطفےٰ قادری اشرفی

ذہن لڑائیے جواب پائیے

طلباء کی تشحیذ اذہان اور عوامی دلچسپی کیلئے الغاز فقہ سے سوالات اور انکے جواب حاضر ہیں۔

سوال نمبر۱: داڑھی میں خلال کرنا کس وقت مکروہ ہے؟

سوال نمبر۲: پانی کے باوجود اعضائے وضو تین بار دھونا کب ناجائز ہے؟

سوال نمبر۳: دوسرے شخص کو وضو کیلئے پانی دینا کس وقت جائز نہیں؟

سوال نمبر۴: ایسا شخص بتاؤ جس پر نماز تو فرض ہے مگر تیمم یا وضو کی اسے ضرورت نہیں؟

سوال نمبر۵: وضو کرنے والے کو پاؤں کا دھونا کس وقت ضروری نہیں؟

سوال نمبر۶: وہ کون سا امتی ہے کہ جس طرح بھی سوئے اسکا وضو نیند سے نہ ٹوٹے؟

سوال نمبر۷: کون سی صورت ہے کہ خون یا پیپ بہے مگر وضو نہ ٹوٹے؟

سوال نمبر۸: بالغ رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگائے مگر وضو نہ ٹوٹے؟

سوال نمبر۹: بدن سے نجاست نکلے مگر وضو کی دوبارہ ضرورت نہ ہو وہ کون شخص ہے؟

سوال نمبر۱۰: وہ کون شخص ہے جو قرآن پڑھ سکتا ہے مگر اس کے لیے نماز جائز نہیں؟

جوابات

جواب نمبر ۱: حالت احرام میں داڑھی میں خلال مکروہ ہے۔

جواب نمبر ۲: قلت وقت کی وجہ سے تین بار اعضا دھوئے تو نماز قضا ہونے کا غالب گمان ہو تو صرف ایک ایک بار دھوئے تین بار دھونا ناجائز ہے۔

جواب نمبر ۳: جب پانی صرف ایک وضو کیلئے کافی ہو تو خود تیمم کرنا اور پانی دوسرے کو دینا جائز نہیں۔

جواب نمبر ۴: جسکے دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی خوب زخمی ہو۔

جواب نمبر ۵: جب موزے پہنے ہوں تو ان پر مسح کافی ہے پاؤں کا دھونا ضروری نہیں۔

جواب نمبر ۶: ریاح کا مریض جس طرح بھی سوئے نیند سے اسکا وضو نہیں ٹوٹتا۔

جواب نمبر ۷: کان یا آنکھ کے اندر خون یا پیپ بہے مگر باہر نہ نکلے وضو نہیں ٹوٹتا۔

جواب نمبر ۸: دوران نماز رکوع وسجدہ میں نیند کے وقت قہقہہ لگائے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

جواب نمبر ۹: مردہ کے غسل کے بعد بدن سے نجاست نکلے تو اس پر وضو کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱۰: بے وضو شخص زبانی قرآن تو پڑھ سکتا ہے مگر جب تک وضو نہ کرے نماز جائز نہیں۔

از حافظ معاذ احمد صدر بزم غلامان اولیاء

تعارف

دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام عارف والا (پاکپتن)

اس دارالعلوم کا قیام مورخہ (۲۲) بائیس جنوری ۱۹۹۵ء کو اس وقت عمل میں آیا جبکہ حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے مدارس اسلامیہ کو دیے جانے والے فنڈز روک دیے گئے تھے اور بین الاقوامی پالیسیوں کی وجہ سے عوام الناس اور علماء کرام کے روابط کو کمزور کرنے کی کوششیں عروج پر تھیں۔ ایسے نامساعد حالات میں قائم ہونے والا یہ ادارہ جس میں بیرونی طلباء کی تعداد ۱۰۰ کے قریب ہے۔ الحمدللہ! اس قلیل عرصہ میں انفرادیت کے ساتھ ترقی کی جانب گامزن ہے۔ اور تشنگان علوم ہدایت کیلئے چشمہ صافی ہے۔

دارالعلوم ھذا ضلع پاکپتن میں بفضلہ تعالیٰ اپنی نوعیت کا واحد بے مثال ادارہ ہے جس میں حفظ و ناظرہ، فارسی، عربی، فقہ، حدیث، تفسیر تمام علوم دینیہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی تربیت کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ طلباء کرام کو قیام و طعام اور تدریسی کتب کی سہولتیں ادارہ ھذا کی طرف سے بغیر فیس میسر ہیں۔ نیز طلباء کیلئے مناسب علاج کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

طلباء کرام کی بڑھتی تعداد کے پیش نظر موجودہ جگہ اور عمارت ناکافی ہے۔ لہٰذا تمام اہل ثروت و اہل محبت سے دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح تعاون کی پرزور اپیل ہے۔

منجانب: پروفیسر حافظ معاذ احمد

صدر بزم غلامان اولیاء شعبہ تبلیغ دارالعلوم ھذا

سلام

بحضور سید انام صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت صدر العلماء علیہ الرحمہ

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
مہر برج ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس میں سارا جہاں بقعۂ نور تھا
اس پر انوار ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کی آمد کے اعلان ہوتے رہے
اس سراپا کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کی جائے قدم پہ یہ کعبہ جھکا
اس کی مقبول دعوت پہ لاکھوں سلام

پیدا ہوتے ہی سربسجود ہوگئے
ایسے غمخوار امت پہ لاکھوں سلام

پیدا ہوتے ہی امت بھلائی نہیں
ایسی امت کی قسمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پرتو سے یوسف صبیح ہوگیا
اس ملیح پرملاحت پہ لاکھوں سلام

قصر کسریٰ کے کنگرے وہاں گر گئے
اس قدر رعب و ھیبت پہ لاکھوں سلام

سروران جہاں بے زباں ہوگئے
رعب و تاب جلالت پہ لاکھوں سلام

ایک مٹھی میں سارا جہاں لے لیا
حیطہ دست قدرت پہ لاکھوں سلام

پیچھے پیچھے رضا کے کہو ہاں ضیاء
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیچھے پیچھے رضا کے کہو ہاں ضیاء
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ضیائے مصطفیٰ

جمادی الاولیٰ۔ جمادی الاخریٰ۔ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

بیادگار
حق ورثۃ الانبیاء
رست اسرارہم

بفیضان کرم
کاملین طریقت حاملین اسرارِ شریعت
قدست اسرارہم

بنظر عنایت
سلطان الاولیاء غوث الوریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

مدیر اعلیٰ
مفتی محمد اجمل قادری اشرفی

بزم غوثیہ شعبہ ء تبلیغ دارالعلوم حنفیہ نظامیہ عظمت الاسلام
عارف والا ضلع پاک پتن شریف فون: 0446-34092